

ازیزیل ڈاکٹر مولوی سید محمد خاں صاحب  
بہادر تھے نبی الیسائی۔ ایل۔ ایل۔ ڈی

## لکچر اسلام کا

اے برادرانِ دینی !

آپ جو اس وقت اس غرض سے تشریف لائے ہیں کہ مذہبِ اسلام کے متعلق جو میرے خیالات ہیں وہ میں آپ کے سامنے بیان کروں ان کے لئے میں آپ کا شکر کرتا ہوں۔ جو احباب کے خیالات کو سننے کے متاق ہیں مجھے ان کے سامنے اپنی خیالات کے بیان کریں کہ عذریہ نہیں۔ مگر قبل اسکے کہ میں ان کو بیان کروں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں ایک جاہل آدمی ہوں نہ مولوی ہوں نہ مفتی اور نہ قاضی اور نہ واعظ۔ نہ میری یہ خواہش ہے کہ کوئی شخص گودہ میرا لکھا ہی دوست سے دوست ہو میرے خیالات کی پیروی کرے۔ میں رسولوں کے سوا کسی شخص کا ایسا منصب نہیں سمجھتا کہ ان باتوں میں جو خدا اور بندوں کے درمیان فی اور روحانی امور سے متعلق ہوں اور جو بندہ کہتا ہے میں وہ یہ خواہش کرے کہ لوگ اس کی پیروی کریں۔ یہ منصب رسولوں کا تھا اور آخر کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کا ازلی مذہب خدا ابد الابد تک قائم رہے اور ضرورتاً قائم رہے گا کیونکہ جیسا وہ ازلی ہے ابدی بھی ہے ختم ہو گیا (چیز) لیکن میں اپنے خیالات جو کچھ بیان کر رہا ہوں پہلے ان کا منظر اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ میرے خیال میں یہ بات ہے کہ دنیا میں جب سے کہ وہ آباد ہوئی اور جب سے کہ خدا نے انبیاء و رسول کے مبعوث کرنا سلسلہ قائم کیا اس وقت سے آج تک دنیا



ہو گئی تھی اُنکے ان شادی جناب لوی اسماعیل کے زمانہ سے پیشتر تک ہندوؤں کی تمام زمینیں جاری تھیں۔ دھوتی باندھتے تھے اُسے پردہ کا انگرکھا پہنتے تھے ناضی کچھ باندھتا تھا اور بائیں ہیرے پہر داتا تھا۔ اور بھی بہت سی ہندوؤں کی رسمیں ہمیں مروج تھیں۔ اتفاق سے ایک مسلمان اُنکے ایک کانٹوں میں گزرا وہ پراسا تھا پانی پینا چاہتا تھا۔ اُسے دیکھا کہ پانی بہا ہوا ایک ٹکڑے کا رکھا ہے مگر اسکو شبہ ہوا کہ یہ لوگ مسلمان ہیں یا ہندو اور وہ پانی ہندوؤں کا ہے یا مسلمانوں کا اسلئے اُس نے پوچھا کہ یہ پانی مسلمان کا ہے یا ہندو کا۔ جس شخص سے اُس نے پوچھا اُسے نہایت درشتی سے جواب دیا کہ تو اندھے یہ نہیں دیکھتا کہ پانی کے ٹکڑے پر کھڑا (یعنی مٹی کا) بخورہ) پانی پنی کر رہا ہے۔ گو یا مسلمان کی ایک علامت تھی کہ سب لوگ ایک بخورہ سے پانی پیتے ہیں۔ اُسے درشتی اسلئے کی کہ باوجود مسلمان کی علامت موجود ہو نیکی اُسے اُنکے مسلمان ہونے میں شبہ کیا۔ اسے بہائیوں جبکہ وہ قوم ایسی جاہل تھی تو وہ سائل اسلام اور فلسفی دلائل ہدایت اسلام کو کیا جانتے تھے۔ بخورہ اور رسول پر یقین ہونیکے اور کوئی بات جس کو وہ اپنے تئیں مسلمان کہتے تھے اُن میں نہ تھی مگر میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میں اُنکے ایمان کو (میں اُن کی کوئیوں کہوں) اپنے ایمان سے تو بہت زیادہ مستحکم جانتا ہوں (چیز ز)۔ اسے بہائیوں اپنے مخصوص کا ایمان نہایت مستحکم اور اعلیٰ درجہ کا بتا رہے تھے جو کسی طرح کا نہ کچھ شک ہی نہ دل میں کسی طرح کا کچھ شبہ ہے۔ خدا اور رسول پردہ دل سے یقین کرتے ہیں اور جو کوئی اپنے تئیں مسلمان کہتا ہے اُسکو مسلمان جانتے ہیں۔ خدا کے جاننے اور رسول پر یقین کرنے کیلئے اُنکو کسی قطعی دلیل اور فلسفی برہان کی حاجت نہیں کیسی ہی کوئی بات خارج از عقل و دلیل یقین اُنکے سامنے صحیح یا غلط بیان کیجا دے یہ کہہ کر خدا اور رسول نے فرمایا ہے وہ اُسے یقین کرانگو پس ایسے لوگ ہماری بحث سے بالکل خارج ہیں۔ میں اُنکو یقین کا ستارہ اور اسلام پر یقین رکھنے کا نمونہ سمجھتا ہوں اور ٹھیک مسلمان جانتا ہوں۔

مگر دوسرا فرقہ یہی ہے جو ہر چیز کی صداقت کے لئے دلیل چاہتا ہے وہ اس بات کا خواہشمند ہے کہ اسلام کے عقائد فلسفی دلائل سے کھڑا ہو سکے تاہم جسے دلیل کے دل کے شبہ طمٹے جا دیں تاکہ اُنکے دل کو تسفی حاصل ہو۔ وہ یہ نہیں چاہتا کہ دل میں تو دھوکہ پڑے کہ خدا اور وہ زبان سے لوگوں کے ڈر سے سٹی کے دباؤ سے ناں ناں کہا کرے۔ یہی لوگ وہ ہیں جو ہمارے مخاطب ہیں اور جن سے ہم کو بحث ہے۔ جس زمانہ میں خلفائے عباسیہ کی سلطنت دنی پر تھی اور مسلمانوں کا ستارہ نہایت عروج پر تھا اسوقت مسلمانوں میں یونانی فلسفہ علم طبعی نے کثرت سے رواج پایا تھا اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ کچھ

میں دوسرے لوگ ہوتے رہے ہیں اور اس زمانہ میں بھی موجود ہیں۔ ایک وہ جنکی نسبت خدا نے  
 وَاللّٰہُ یَهْدِیْ عَنِ الذِّہْنِ اِلٰی صُلٰحٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝۱۰۰  
 اُنکے کہاتھو کہ میں اُجبت وَلٰکِنْ اللّٰہُ  
 یَهْدِیْ عَنِ الذِّہْنِ اِلٰی صُلٰحٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝۱۰۰  
 ان کا کیوں نوا مومنین ۝

ہی کرش کرانی جان تک کیوں نہ کہودے وہ ایمان نہیں لائیکے یہی دوسرے لوگ ہیں جنکی  
 نصیحت قرآن مجید سے بائی جاتی ہے۔ اس سزا بت ہوتا ہے کہ جو لوگ ایمان لاتے ہیں خدا نے اُنکی  
 خلقت طبعیت۔ فطرت یا انکے خیر ایسا بنایا ہے جس میں ایمان لائیکا یا کافر ہو نیکا مادہ موجود تھا  
 یا موجود ہے۔ کیونکہ جو چیز انسان کی فطرت میں ہے اُسے تبدیل نہیں ہو سکتی اُسکا بدل دینا خود  
 اُس انسان کی یاد دوسرے انسان کی طاقت کے گودہ بنی ہی کیوں نہ ہو خارج ہے۔

یہ امر روزمرہ ہماری زندگی کے تمام کاموں میں پیش آتا ہے۔ دُنیا میں بہت سے ایسے اثر  
 آتے ہیں جنکی صداقت کی دلیل ہم نہیں جانتے مگر دل میں از خود لا معاوم سببے ایک ایسی بات  
 پیدا ہوتی ہے جس سے اُسکی صداقت پر یور یقین ہوتا ہے۔ بطرح اسلام کی کیفیت ہزاروں لاکھوں  
 بلکہ کروڑوں آدمی جو کہ گئے یا جو اب موجود ہیں اور وہ بھی جو رسول خدا صلعم کے زمانہ میں موجود  
 تھے ایسے تھے کہ اُنکا دل ہدایت اور ارشاد کو قبول کرتا تھا اور وہ اُسکی سچائی پر یقین کامل کرتے تھے  
 گو کہ اُسکی صداقت کی دلیلوں سے اُنکو کچھ واقفیت نہ تھی۔ اُسکا سبب یہی تھا کہ خدا نے اُنکے دل  
 اس طرح کے بنائے تھے کہ وہ اسی ہدایت سے صراط مستقیم کو مان لیتے تھے اُن کا دل اُس ہدایت کو قبول  
 کر لیتا تھا اور وہ ایمان لے آتے تھے (چیز) خدا کا شکر ادا کرنا چاہتے تھے کہ اُسکی رحمت اس زمانہ میں  
 ہی ہزاروں لاکھوں کروڑوں مسلمانوں پر بندہ دل ہے کہ وہ لوگ دل سے اسلام پر یقین کرتے  
 ہیں گو کہ اُسکی صداقت کی دلائل منطق و فلسفہ کے اصول پر نہیں جانتے۔ میرا اعتقاد یہ ہے کہ جو  
 لوگ با فلسفی دلیل و حجت کے اسلام پر یقین کرتے ہیں یا یقین رکھتے ہیں اُنکا ایمان اور اُن کا  
 یقین نسبت اُن لوگوں کے جو دلیل و حجت فلسفہ سے اپنے عقیدہ کو مستحکم کرتے ہیں بہت زیادہ  
 مستحکم ہے کیونکہ اُنکے دل میں کسی قسم کے شک شبہ نہ رہا نہیں باقی اور نہ راہ پالنے کی اُسیں گنجائش  
 ہے۔ یہی لوگ اہل جنت ہیں جوید سے بہشت میں جاوینگے (چیز)۔

مجھ کو اپنے ملک کا ایک قصہ یاد ہے ہماری طرف راگھو ایک قوم ہے جو کسی زمانہ میں

ادفاتقا ہو کر حیران میں بیٹھے بیٹھے تیا سی سائل کو تیا سی دلائل سے اور عقلی کو عقلی براہین سے توڑتے پہوڑتے رہیں اور ان کے نتیجہ میں نہ کریں۔ مگر اس زمانہ میں نئی صورت پیدا ہوئی ہے جو اس مانہ کے فلسفہ حکمت کی تحقیقات سے بالکل غیبرہ ہے۔ اب سائل طبعی تجربہ سے ثابت کئے جاتے ہیں اور وہ ہم کو دکھلا دیئے جاتے ہیں۔ یہ سائل ایسی نہیں ہیں جو تیا سی دلائل سے ٹکڑا دیئے جادیں یا ان تقریروں کے اصولوں سے جو اگلے زمانہ کے عالموں نے قرار دیئے ہیں ہم ان کا مقابلہ کر سکیں۔ مثلاً آسمانوں کے خرق والے تیا م کا مسئلہ جو ہمارے ان کے علم طبعی کا بہت بڑا مسئلہ ہے اور اب تک درس تدریس رہا ہے اور جو اصول علم طبعی کے مذہب اسلام میں تسلیم کرنے کے ہیں ان سے بھی اس کو برا تعلق ہے۔ اب وہ مسئلہ کس کام کا ہے اور اس کے پڑھنے پڑھانے سے کیا فائدہ ہے جبکہ یہ ثابت ہو گیا ہے کہ جس طرح اگلے حکماء یا علمائے آسمانوں کا وجود قرار دیا تھا وہی غلط تھا۔ اب تو اس بات پر غور کرنی لازم ہے کہ آسمان سے کیا مراد ہے اور اس کے لئے جدید اصول و مسائل ایجاد کرنیکی ضرورت ہے نہ ان بوسیدہ داز کا زرفتنہ سائل کے یاد کرنیکی (جبریز)۔

ایک بہت بڑی بحث ہمارے ہاں ہیولاد صورت کی تھی اگر لونا فی فلسفہ کے مطابق ہیولاد تسلیم جاتا تھا تو معاد کا وجود جو ایک اہم مسئلہ مذہب اسلام کا ہے باطل ہوتا تھا اچھے علمائے اسلام نے بہت بڑی بحث کی جو کیمقدربے سود اور کیمقدرنا کا کافی تھی۔

بہر حال اس زمانہ کی حکمت طبعی میں ہیولاد کی کچھ بحث نہیں ہے بلکہ تمام اجسام کی ترکیب صغائر سے تسلیم کجا ہی ہے یہاں ہیولاد صورت کی بحث سے جو ہمارے ہاں تعلیم دینی اور دنیاوی دونوں میں داخل ہے کیا فائدہ ہے۔ ایسے اور بہت سے سائل ہیں جو طبعی مثالاً بیان ہو سکتے ہیں۔ اے دوستو! مجھ کو محاف کر دے اگر میں یہ کہوں کہ ایک بہت بڑا ضروری امر جو ان علماء کے خیال سے یہ کہیا وہ یہ تھا کہ انہوں نے لونا فی حکمت و فلسفہ کے مقابل میں تو بہت کچھ کہیا مگر بات میں کچھ نہیں کیا یا بہت ہی کم کہیا کہ جو کچھ وہ خود مذہب اسلام کو بیان کرتے تھے اچھے مذاکر اسلام یا شنگل فی الاسلام کے دل کو کیونکر تسنی ہو۔ یہ کہہنا کہ اسلام میں یوں ہی آیا ہے اسکو ماننا چاہئے یہ تو نہ یقین کو اور نہ ان لوگوں کی تسنی کو کافی ہے (جبریز)

ایسی ہی آواز بہت سی وجوہات میں جنکی وجہ سے اس زمانہ میں نئے طریقے بحث کے اختیار کرنیکی مسلمانوں کو ضرورت ہے کیونکہ جو شخص اسلام کو برحق سمجھتا ہے اور اچھے پورا یقین کہتا ہے اس کا دل گواہی دے گا کہ گو منطق و فلسفہ اور علم طبعی میں کتنی کچھ تبدیل ہو چکا ہے اور مسائل حقہ

سائل میں جو اسلام سے تعلق تھے لوگوں کو شبہ پیدا ہوا کیونکہ جو لوگ اُن سائل فلسفہ اور علم طبعی کو سچ جانتے تھے اور اُن میں اور اسلام کے اُسوقت کے موجودہ یا مجتہدہ سائل میں اختلاف پاتے تھے تو انکو اسلام کی نسبت شبہ پیدا ہوتا تھا۔ اگر تاریخ پر اعتماد کیا جاسکتا ہے تو ثابت ہوتا ہے کہ وہ زمانہ اسلام پر ایسے سخت حملہ کا تھا کہ اسلام کے سخت سخت دشمن کے سخت سے سخت علماء نے یہ بھی اُس سے زیادہ اسلام کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہ ہوتا۔ تمام علماء کو اُسوقت اسلام کی حایت کی ضرورت پڑی اور انہوں نے اُسکی حایت اور اُسکی نصرت میں کوشش کی خدا اُنکی کوششوں کو قبول کرے۔ انہوں نے اسلام کی حایت کے تین طریقے قرار دیے اول یہ کہ جو سائل یونانی حکمت کے فلسفہ کے اسلام سائل کے برخلاف تھے اُنکی غلطی ثابت کر دیں۔ دوسرے یہ کہ اُنکی علمی اور فلسفی سائل اس قسم کے اعراض وار کر دیں کہ جن سے وہ اُسے خود مشبہ ہو جائیں۔ تیسرے یہ کہ اسلام سائل در اُن کچھ علمی فلسفی سائل سے تطبیق کر دیں۔

اسی مباحثہ کی غرض سے مسلمانوں میں ایک نیا علم پیدا ہوا جسکو علم کلام کہتے ہیں اور جسکی کتابیں آج تک ہمارے کچھ علماء کی درس تدریس میں آئی ہیں اور خبر وہ بہت کچھ انتشار رکھتے ہیں۔ یہی بحث ہو کہ ہمہ سائل یونانی فلسفہ اور علم طبعی کے جو تیسری قسم کے تھے مسلمانوں نے اپنی مذہبی کتابوں میں شامل کر لئے اور رفتہ رفتہ مثل مذہبی سائل کے تسلیم ہو گئے حالانکہ انکو مذہب اسلام کو حقہ تعلق نہیں ہے اور اس زمانہ میں نہ کہا جاسکتا کہ آسان کام نہیں ہے۔ پس میرا یہ خیال ہے کہ جس زمانہ میں اسلام کی ایسی حالت ہو اور ایسا ہی حملہ ہو گیا کہ اُس زمانہ میں ہوا تھا تو ہلکو بقدر اپنی بیاد کے ایسی کوشش کرنی چاہئے جیسی کہ ہمارے بزرگوں نے اگلے زمانہ میں کی تھی۔

اے دوستو! تم خوب جانتے ہو کہ اس زمانہ میں جدید فلسفہ و حکمت نے شیوع پایا ہے جسکے سائل اُن اگلے سائل سے بالکل مختلف ہیں اور جو ایسے ہی برخلاف سائل اسلام کے جو اُسوقت مروج ہیں پکے جاتے ہیں جیسے کہ اُس زمانہ میں تھے۔ بلکہ سخت مشکل یہ آ پڑی ہے کہ یونانی سائل علم طبعی کے بن کی غلطی اب ثابت ہوئی ہے اور جسکو اُس زمانہ کے علماء نے مثل مذہبی سائل کے مان میں مہتاب دیا کہ میں ابھی کہا اُس سے اور زیادہ مشکل ہو گئی ہے۔

اے دوستو! ایک اور بڑی مشکل یہ ہے کہ اس زمانہ کی تحقیقات اور یونانی حکمت کے زمانہ کے سائل میں ایک بڑا فرق یہ ہے کہ اُن سائل میں جو حکمت کے سائل تھے وہ زیادہ تر عقلی اور تیسری سلیول پر مبنی تھے۔ تجربہ اور شاہدہ کی بنا پر قائم نہیں ہو تھے۔ ہمارے بزرگوں کو کو نہایت آسانی تھی کہ مسجد

کو دیکھاؤں میرا فائنٹنس (ایمان) مجھے کہتے ہیں کہ اگر میں ایسا نہ کر دوں گا تو خدا کے سامنے گنہگار رہوں گا  
لو چپ ۱۔

اسے میرے دوستو! میں یہ نہیں کہتا کہ جو کچھ میری تحقیقات و رویہ صیح ہے مگر جب مجھ کو پتہ چلے  
کہ جو کچھ مجھے ہو سکے وہ کروں اور کچھ چارہ نہ تھا تو مجھ کو ضرور ہی کرنا تھا جو میں نے کیا کیا کرتا ہوں۔  
میری نیت فاصلہ خدا کے ساتھ ہے اگر میں نے برا کیا ہے وہ چاہیکہ معاف کر لیا جائے مگر اگر  
میں نے اچھا کیا ہے تو میں اسکا صلہ کسی بندہ سے نہیں چاہتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ نہ میں لوگوں کو کافر  
کہنے سے ڈرتا ہوں نہ بُرا مانا ہوں۔ جو لوگ مجھ کو میری ان کوششوں کے سبب برا کہتے ہیں کافر  
بتاتے ہیں میں اُسے اپنی شفاعت کا خواستگار نہیں ہوں اور نہ ہو گا جو بھلا یا بُرا میرا معاملہ ہے  
وہ خدا کے ساتھ ہے۔ اگر مجھے کچھ غلط ہوئی ہے یا آئندہ ہوگی خدا سے مجھے امید ہے کہ وہ مجھ کو  
کر لیا (چیز)

اسے دوستو! اس لمبی تہدید کے بیان کرنے کے بعد اب میں اپنے کچھ خیالات جو اسلام کے متعلق ہیں  
بیان کر دوں گا۔ اسوقت جو کچھ میں بیان کر دوں گا ضرور ہے کہ بعض آراء و طریقے سے بیان کر دوں گا انکو اس  
خیال پر نہیں بیان کر دوں گا کہ میں مسلمان ہوں کیونکہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے جو مسئلہ بیان کیا جاتا ہے  
اُس میں الزام نہ دیا جائے کہ ضرورت نہیں ہوتی۔ اسوقت میں اپنی گفتگو کا طرز ایسا اختیار کر دوں گا جیسے کہ  
ایک غیر شخص اسلام کے اصول و مسائل کو ایسے لوگوں کے سامنے بیان کرتا ہے جن کو اسلام یا اصول اسلام  
پر شبہ یا انگریزی خواں نوجوان طلبہ تشریف طلب ہیں جن کو جدید فلسفہ اور جدید علوم طبعی نے اسلام  
کے اصول کے صحیح ہو پر شبہ دلایا ہے یا اسکے غلط ہونیکا اُنہوں نے یقین کر لیا ہے۔

جو شخص یہ بیان کرتا ہے کہ اسلام سچا ہے تو اُسکو یہ بھی کہنا چاہیے کہ وہ اسلام کی سچائی کیونکر ثابت  
کر سکتا ہے۔ کوئی مذہب ہو اسلام یا عیسائی یا ہندو جو تائید کوئی اپنے مذہب کی تائید یا  
تقدیق کرنی چاہتا ہے تو ضرور ہے کہ اول وہ ہلکی صداقت ثابت کرے۔ یہ کہنا کہ فلاں شخص کے  
مقدس ہونے میں کچھ شبہ نہیں ہے اور ہم اُس مقدس کے قول پر ایمان رکھتے ہیں اس مذہب کی  
صداقت ثابت کرنا کافی نہیں۔ یہ تو صرف ایک اعتقادی بات ہے۔ جو لوگ جس کی پیروی کرتے  
ہیں خواہ وہ اوتار ہو یا پیغمبر یا عیسائیوں کا خدا ہو ایک کا یہ دُعا کو جسکی وہ پیروی کرتا ہے ایسا ہی  
مقدس اعتقاد کرتا ہے۔ ہر ایک مذہب اُلے کو اپنے مذہب پر ایسا ہی یقین ہے جیسے دوسرے مذہب  
والے کو اپنے مذہب پر۔ یہ کہنا کہ ہم ایک کو سچا اور دوسرے کو غلط کہہ سکتے ہیں۔

اسلام کے وہ کیسے ہی مخالف معلوم ہوتے ہوں مگر اسلام ہی سچا ہے۔ یہ بات سچے اور سادہ اور  
 اسلام پر یقین رکھنے والوں کے لئے تو کافی ہے مگر منکرین یا مشککین کیلئے کافی نہیں علاوہ اسکے۔  
 چونکہ حقیقت کا کام نہیں ہے کہ منکرین سے تو یہ کہیں کہ اسلام ہی سچا ہے مگر ان جدید مسائل حکمت و فلسفہ کے مقابلہ  
 میں چکی تائید نہ کریں۔ اس لئے اس زمانہ میں مثل زمانہ گذشتہ کے ایک جدید علم کلام کی حاجت ہے جس  
 یا تو ہم علوم جدیدہ کے مسائل کو با حال کر دیں یا انکو مشتبہ کر دیں یا اسلامی مسائل کو ان سے مطابق کر  
 دیکھلائیں۔ اس وقت جو بزرگ اس جلسہ میں موجود ہیں میں ان سے بخوبی واقف نہیں ہوں مگر میں  
 یقین کرتا ہوں کہ اس جلسہ میں بہت سے ذی علم لوگ بھی موجود ہیں میں نہایت صدق دل سے انکو  
 مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ جو لوگ یا کر نیکی لائق ہیں؟ درود پوری کوشش حال کے طبع و  
 فلسفہ کے مسائل کو اسلامی مسائل سے تطبیق دینے یا انکا بطلان ثابت کر نہیں نہ کر نیکی وہ سب  
 گنہگار ہیں اور یقیناً گنہگار ہیں اگر ان میں سے ایک دہی اس کام کو انجام دینگے تو بیشک فرض کفایہ ادا  
 ہو جائیگا (چیز)۔

میں انکے شخص ہوں بلکہ یہ یقین ہے کہ کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو جدید فلسفہ اور جدید علوم طبعی  
 سے جو انگریزی زبان میں ہیں بخوبی واقف ہو اور ان تمام اسلامی مسائل پر جو اس زمانہ میں اسلامی  
 مسائل کہلاتے ہیں یقین رکھتا ہو۔ انگریزی خواں نوجوان اور بچے مجھے معاف کرینگے۔ میں نے کوئی  
 انگریزی خواں جنکو انگریزی علوم کا مذاق بھی چال ہو گیا ہو یا نہیں کیا جھکو پورا پورا یقین ہمارے  
 زمانہ کے مرد و مسائل اسلام پر ہو۔ میں یقین کرتا ہوں کہ جب قدر وہ علوم پہیلے جاوینگے اور جن کا  
 بہینہ ضروری ہو اور میں خود بھی انکے پہیلانے میں معین و مددگار ہوں اس قدر لوگوں کے دلوں  
 میں اسلام کی جانے سے جیسا کہ اسکو اس زمانہ میں بنا دیا ہے بدلتی اور بے پردائی بلکہ روگردانی ہوتی  
 جا دیگی۔ میرا یہ بھی یقین ہے کہ اعلیٰ نہ بگا یہ نقصان نہیں ہے بلکہ یہ ان غلطیوں کا سبب ہے جو اسلام  
 نورانی چہرہ پر لگ گئی ہیں یا ناواقف لگا دی ہیں۔

میں ہرگز اس لائق نہیں ہوں کہ اسلام کے نورانی چہرہ پر سے ان غلطیوں کو سیاہ و دھوکے سے چھوڑا  
 ہو کر ان یحیائیہ اسلام کا کام اپنے ذمہ لوں یہ فرض اور یہ منصب مجھے بڑے سرفراز  
 لوگوں کا ہے۔ مگر جبکہ میں مسلمان ہوں ان علوم کے پہیلانے کا سعی ہوں فکری نسبت میں نے ابھی  
 کیا کہ وہ موجودہ اسلام کے قدر مخالف ہیں تو میرا فرض تھا کہ جہاں تک مجھے ہو سکی صحیح غلط  
 سے اسکاں میں ہو مطلق اسلام کی حمایت کروں اور اسلام کے اعلیٰ نورانی چہرہ کو لوگوں



باز رکھتا ہے تو اس بات کے شہرہ برپا ہوا کہ وہ مذہب اس شخص کا بھیجا ہوا ہے جس نے انسان کو بنایا  
کیونکہ شمس اس بات کو غالب قبول کر چکا کہ مذہب ان آیتیں ملنے بنایا گیا ہے اور اگر اس کو الٹا داولین  
کہو کہ انسان مذہب کے لٹی بنایا گیا تو بھی متحدہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔

پس میں نے مذہب کی صداقت دریافت کرنے کے لئے اور مذہب اسلام کی صداقت کی جانچ کیلئے  
یہی اصول قرار دیا ہے کہ وہ فطرت انسانی کے مطابق ہے یا نہیں جو ان میں بنائی گئی ہے یا ان  
میں موجود ہے۔ اور چونکہ یقین ہوا ہے کہ اسلام اس فطرت کے مطابق ہے (چیز)

بیشک یہ کام بہت بڑے عقلا و علماء کا تھا جبکہ اس کام کے انجام دینے کی لذت نہیں ہے  
مگر جبکہ میں نے چند لمحہ پہلے اس کے اختیار کر لی وجہ کو بیان کیا تھا اس میں ہے میں نے بعد راپنی  
طاقت کے اسکو کرنا شروع کیا ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا نے جو ہم کو پیدا کیا ہے اور ہمارے  
واسطے جو ہدایت بھیجی ہے وہ ہدایت بالکل ہماری خلقت۔ ہماری فطرت۔ ہمارے نیچے کے مطابق  
ہے اور یہی شکی سچائی کی دلیل ہے کیونکہ یہ کہنا بڑی بے عقلی کی بات ہوگی کہ خدا کا فعل اور ہمارا  
اور اس کا قول اور تمام کائنات میں ان کے خدا کا فعل ہے اور مذہب اس کا قول۔ وہ دونوں  
مختلف نہیں ہو سکتے (واضح ہو کہ یہ عید صاحب کا یہ قول ہو کہ رکعت کا داور دو رکعت کا دو مختلف  
نہیں ہو سکتے۔ رکعت وہ نیچر قرار دیتے ہیں اور ورڈ سے مذہب) یہ معیار میں نے ان لوگوں کیلئے  
مقرر کیا ہے کہ جو خدا اپنے دل میں کسی مذہب کی صداقت کا تصفیہ کرنا اور اپنے دل کو تسخیر دینا چاہتے  
ہیں۔ اور نیز ان لوگوں کے لئے جو شکک فی الاسلام ہیں یا اسلام کے مخالف ہیں۔ اور میری سہم  
میں اس سے زیادہ آؤر کچھ معیار نہیں رہ سکتی۔

اس معیار کے تیق کر کے بعد میں نے یہ تصفیہ کیا ہے کہ اسلام بالکل فطرت کے مطابق ہے اور اسلئے  
میں نے کہا ہے کہ "الاسلام هو الفطرت والافطرت هو الاسلام" بہت سہل سہل ہے  
مگر اسوس ہے ان لوگوں پر جنہوں نے دانش فطرتی یا نجری ہو کیا دوسرے معنوں میں مجاہد الارام لگایا ہے  
ان کو خدا کے سامنے اس کا جواب دینا ہوگا۔ خدا سب چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے جس طرح آسمان  
زمین و آبیہ اور تمام مخلوقات کو پیدا کیا، یہی طرح آسمان نے نیچر کو بھی پیدا کیا وہ جس طرح ہمارا اور تمہارا  
اور سب کائنات ہے، یہی طرح نیچر کا بھی خالق ہے پس مخالفین کو یہ کہنا کہ میں نیچر کو خالق یا معبود باطلہ  
نیچر کو خدا کہتا ہوں کہ قدر بہتان عظیم ہے جسکو میں مخلوق کہتا ہوں وہ کہتے ہیں کہ وہ اس کو خالق کہتا ہے  
خدا کے سامنے اس کا جواب دینا ہوگا۔ بڑی بڑی دہری والوں اور پشانی پر کرکڑوں

جب ہم کہتے ہیں کہ ہمارے پاس نہ کی پہنچی ہوئی کتاب ہے جس میں غلطی کا احتمال ہی نہیں ہے تو دوسرا شخص بھی کہتا ہے کہ اس کے پاس بھی خدا کی کتاب ہے جسکی صحت میں شک و ذرا ہی نہ ہوگی۔ پس ضرورت میں ایک کے یقین کی دوسرے کے یقین پر ترجیح کی وجہ بتانی جائے اور قابل انکسین دلیل پیش کر لی جائے جسکی بنا کسی اعتقاد پر نہ ہو کہ یوں ہمارے پاس کی کتاب تو خدا کی پہنچی ہوئی ہے اور دوسرے کے پاس کی خدائی پہنچی ہوئی نہیں ہے۔

اگر ہم اپنے پیغمبروں کے معجزات کو اپنے مذہب کی صداقت کے لئے پیش کرتے ہیں تو قطع نظر ان معجزات کے جو ان کے اسکان وقوع میں اور پہلے ان کے ثبوت وقوع میں پیش آتی ہیں دوسرے مذہب والا بھی اسی قسم کے معجزات یا عجیبو اثرات کے بیان کرتا ہے تو اب کیا وجہ ہے کہ جو معجزات ہم بیان کرتے ہیں انکو صحیح مانیں اور دوسرا جو بیان کرتا ہے انکو غلط قرار دیں۔ یہ تمام امور ایسے ہیں جو اعتقادات پر مبنی ہیں کوئی شخص انکو مٹا نہیں سکتا اور کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ فلان اعتقاد صحیح ہے اور فلان اعتقاد غلط۔ اگر کسی ایک شخص کا ایسا عقیدہ ہو بھی جاوے تو کیا امید ہے کہ اور بھی ایسا ہی اعتقاد کر لینے لےئے ضرور ہے کہ ہم صداقت کے پہچاننے کے لئے ایک ایسی معیار پیدا کریں اور ایسی کو ٹی قائم کریں جو جب مذہبوں سے یکساں نسبت رکھتی ہو اور جس سے ہم اپنے مذہب یا اعتقاد کو ترجیحاً ثابت کر سکیں (یعنی اب میں اُس معیار کو بیان کر ڈنگا تو تمام دنیا کے مذہبوں سے یکساں نسبت رکھتی ہے اور جو کہ میں اصلی مذہب سلام کو جسے خدا و رسول نے بتایا ہے سچ جانتا ہوں نہ کہ اُسکو جسے علماء نے اور مقدس مولوں اور واعظوں نے گمراہ ہے بغیر کئی ہو کر کھوکھلے اُس معیار سے جانچوں گا اور اسکا نتیجہ ہونا ثابت کر ڈنگا اور یہی فیصلہ ہمارا در دوسرے مذہب والوں کے درمیان ہو گا۔

کوئی شخص مذہب یا کسی مذہب کا مستقد اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ انسان کی بنا و طاس قسم کی ہے یا خدائے مسکوا ایسے قوائے مرکب سے پیدا کیا ہے جن سے وہ کسی کام کے کر نیسے لائق ہے اسلئے حالت زندگی میں اسکو ایک ایسی روش اختیار کرنی چاہئے جس سے اس کے قوائے بیرونی و اندرونی وہ کام دیں جسکے لٹو اٹھا ہونا یا پیدا کرنا یا جانا ہو۔ پس جو مذہب کہ ہمارے سامنے پیش کئے جاتے ہیں انکی صداقت کی یہی معیار ہو سکتی ہے کہ اگر وہ مذہب فطرت انسانی یا نیچر کے مطابق ہے تو سچا اور اس بات کی صاف دلیل ہے کہ وہ مذہب اُس شخص کا بھیجا ہوا ہے جس نے انسان کو بنایا ہے اور اگر وہ مذہب انسانی فطرت اور اسکی خلقت اور اُن قوائے جو انسان میں ہیں اور اُن حقوق کے جو اُن قوائے سے انسان کے لئے پائے جاتے ہیں اس کے برخلاف ہے اور اُن کو فائدہ مندی سے کام میں لانے سے

خدا کے سامنے کیا اور نیک کام کرتا ہے تو مُسکرا جائیگا خدا کے پاس ہے۔ خدا نے اہل کتاب سے اور  
 کچھ نہیں چاہا بجز۔ یہ کہ خدا کی توحید مانیں اور اسی کی عبادت کریں جہاں فرمایا ہے، ”یَا  
 أَهْلَ الْكِتَابِ تَقَالُوا الْكَلِمَةَ سَوَاءً بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ“ اور  
 لیکہ جگہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ میری نماز اور میری عبادت اور میری زندگی اور میری موت خدا  
 کے لئے ہے اور اس کے بعد فرمایا کہ ”أَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ“ اسمعیلؑ ذابراہیمؑ نے یہ دعا مانگی ”وَبِنَا  
 وَاجْعَلْنَا مُسْلِمِينَ لَكَ“ ومن ذرینا امتہ مسلمہ لکے ”حضرت عیسیٰؑ کی حواریوں نے  
 بھی خدا پر ایمان لائیکے بعد کہا کہ ”وَاشْهَد بآئنا مسلمون“ حضرت ابراہیمؑ کو خدا  
 نے کہا ”اسلمہ“ حضرت ابراہیمؑ نے کہا ”اسلمت لرب العالمین“ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی  
 اولاد کو نصیحت کی ”یَا بَنِيَّ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُمْ  
 مُسْلِمُونَ“ اور ایک جگہ خدا نے فرمایا کہ ”أَنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ“ یہ خدا  
 نے فرمایا کہ ماکان ابراہیمؑ بھودیا ولا فصلایا و لکن کان حنیفا مسلما  
 یعنی ابراہیمؑ نہ یہودی تہا اور نہ نصرانی بلکہ ٹھٹھ مسلمان تھا۔ پس جو حقیقت اسلام کی خدا  
 نے بتلائی تو وہ خدا کو ماننا اور اُس پر یقین ہونا ہے۔

خدا پر اور خدا کی وحدانیت پر اُس وقت یقین ہو سکتا ہے جب اُنکی ذات و صفات پر جو حقیقت  
 میں متحد ہیں اور اس کے استحقاق عبادت پر جو اس کو لازم ہے پورا پورا یقین ہو اُنکی ذات پر یقین  
 اُنکے موجود بالذات ازل وابدی وجود کا لا شریک نہ ہونے پر یقین ہوتا ہے۔ اُنکی صفات  
 پر یقین۔ اُنکی مانند صفات کا کسی دوسرے میں نہ ہونے پر یقین کرنا ہے۔ تمام صفات جو خدا  
 منسوب کیجاتی ہیں عالم۔ رحیم۔ حی اور شل انکے اور جو انکا مفہوم ہے کہ ذہن میں آتا ہے اور جن میں  
 اور عقل کا اشتراک بھی بوجہ مامصور ہوتا ہے اُس مفہوم سے اور اُس شراک سے بھی خدا کی صفات  
 کو مبرا و منفرد ماننا اُنکی صفات پر یقین ہونا ہے۔ اُنکے استحقاق عبادت پر یقین یہ ہو کہ کوئی  
 شے سوا خدا کے مستحق عبادت نہیں یعنی عبادت لائق نہیں۔ جو شخص کہ اس طرح سے خدا پر یقین  
 رکھتا ہے وہ مسلمان ہے۔ میں نہیں کہتا بلکہ خدا نے یوں ہی کہا ہے۔ ”يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللَّهَ  
 جَوْصَرْتُمْ خَلْقَ وَاحِدَ كَمَا تَأْتِيهِمْ مِنْ رَبِّهِمْ“ وہ محمدی نہیں قرآن کی اصطلاح تو  
 یہی ہے جو میں نے بیان کی مگر ہمارے زمانہ میں محمدی اور مسلمان کے الفاظ ایک ہی معنی میں  
 لئے جاتے ہیں اور مترادف سمجھے جاتے ہیں اُنکے ہم کو کیسے تفصیل کے بیان کر سکی ضرورت

ڈالنے والوں۔ ٹخنے سے اونچا پا جا رہے ہیں، والوں۔ جو سچ کے بدلے جھوٹ کو خریدتے ہیں اسکا سوال ہوگا جنہوں نے یہ جھوٹے الزام بچھہرے گئے ہیں انکو میں خدا پر چڑھتا ہوں۔ نہیں میں خدا پر نہیں چڑھتا بلکہ میں اپنی طرف سے انکو معاف کرتا ہوں (چیز نہایت زور سے) میں اپنے کسی بھائی سے کسی بھینس سے نہ دنیا میں بدل لینا چاہتا ہوں نہ قیامت میں (چیز) میں نہایت ناچیز ہوں مگر اس رسول کی ذریت میں ہوں جو رحمتہ للعالمین ہے۔ میں اپنے دادا کی راہ پر چلوں گا اور تمام کو انکو جنہوں نے جھگڑا کہا جنہوں نے جھپٹا ہاتھ کہا یا آئندہ کہیں اور کرنا سب کو میں معاف کر دینگا۔ (چیز)

جو طریقہ میں نے اوپر بیان کیا۔ کیا کوئی کہے گا کہ وہ طریقہ اسلام کی تائید کا نہیں اور کیا اُسکے ذریعہ سے بڑے بڑے فلسفی تکیوں اور تاویہ بھی کے جاننے والوں اور اہل دین کا مقابلہ نہیں ہو سکتا اور کیا وہ طریقہ کہ صریح اسلام کے مخالف ہے؟ اس پر بھی مجھ پر دعویٰ نہیں کہ جو طریقہ یہودی نے اختیار کیا ہے، ہمیں غلطی نہیں۔ یہو، معصوم نہیں ہوں اور نہ معصوم ہونا یہو کا دعویٰ کرتا ہوں۔ میں ایک جاہل آدمی ہوں اسلام کی محبت سے میں نے یہ کام کیا ہے جسکے لائق نہیں ہوں۔ بلاشبہ وہ ایک نیا طریقہ ہے اس میں بھی درحقیقت میں نے قدیم علما کی پیروی کی کہ صریح انہوں نے ایک نئے دھنگ پر علم کلام بجا دیا تھا اسی کی تفسیر میں نے یہ نیا طریقہ اختیار کیا نہایت کھینے کا یہ کیا دیا۔ یہ کہیں ہے کہ ہمیں غلطی ہو مگر آئندہ علما اسکی صحت کر دینگے اور اسلام کو، رو دینگے یہو خیال میں مخالفین اور شنگلین فی الاسلام کے مقابل میں اسلام کی تائید اسی طریقہ پر ہو سکتی ہے اور کسی طریقہ پر نہیں ہو سکتی (چیز)

مقب نامہ جو اس نے مجھ سے چاہا ہے کہ میں بیان کروں کہ اسلام کیا چیز ہے۔ اس کے جواب میں میں کہتا ہوں کہ وہ چیز جبریتیں کرنے سے کوئی شخص مسلم یا مسلمان کہا جاسکتا ہے وہ خدا کی توحید ہے جو شخص خدا کو برحق جانتا ہے اور اسکی توحید پر یقین رکھتا ہے وہ مسلم یا مسلمان ہے یہی رکنِ اول اور رکنِ عظم اسلام ہے اور باقی ارکان اس کے تحت میں اور اسکی ساتھ صریح حکم جو ہے جس سے کہ کسی خاص دوا کی مچون ہو اور اس کے ساتھ اور اجزا بھی ملے ہو۔ خدا کو داد ملے اور خالق تمام چیزوں کا جانا اور سمجھنا بلکہ اس پر یقین ہونا اسلام ہے اور جو اس پر یقین ہے وہ مسلم ہے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہود و نصاریٰ کی تائید کا ذکر فرمایا بلی امن ہو وجہ اللہ و هو محسن فلہ اجر کا عند مرتبہ یعنی جس نے خدا پر یقین کیا اپنا

کو اُنکے برخلاف کرنا گناہ ہے اور اُسی کی تابعداری کو باعثِ نجات یا ثواب سمجھتا ہے وہ بھی ایک قسم کا شرک کرتا ہے جسکو میں شرک فی المنبؤۃ سے تعبیر کرتا ہوں۔ خدائے یہود و نصاریٰ دونوں کو اسی بات پر ملزم ٹھہرا کر فرمایا: "اتخذوا الحبل من رءسہما فہما اربابا مردون اللہ" پس اس طرح کی پیروی اربابا من دون اللہ تک پہنچی دیتی ہے۔

میری اس تقریر سے آپ یہ تصور نہ کریں کہ میں آئمہ مجتہدین کے برخلاف ایسا کہتا ہوں جنہیں میں انکو امت کا ستاراج اور اُنکے اجتہادوں اور اختلافوں کو باعثِ رحمت سمجھتا ہوں۔ یہ مجھے آپ خیال نہ کریں کہ میں اُنکے پیرو مقلدین کو برا کہتا ہوں یا تقلید کو برا جانتا ہوں مگر اس قدر میں ضرور سمجھتا ہوں کہ مقلدین کے بعض افعال اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ انہوں نے اپنی غلطی سے نہ انکی تقلید سے انکو اربابا من دون اللہ تک پہنچا دیا ہے جو لوگ کہ اس سلسلہ کی تقلید کو برخلاف ہیں اور عدمِ تقلید کے مسئلہ کی پیروی کرتے ہیں اور اُنکے اجرائیں کو شک کرنے کی جاتے ہیں انکی ہی میں عزت کرتا رہتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ دونوں کا مقصود ایک ہے اور دونوں خدا اور رسول کی خوشنودی چاہتے ہیں (بیزیر) مگر انوس ہے کہ ان دونوں فرقوں کے سبب باہم سبب و عداوت پیدا ہوئی ہے۔ یہ شیطان کے دوسو سے ہیں جو گروہ اسلام کو متفرق کرنے اور توت کو ضعیف کر دینے کی فکر میں ہے۔ حقیقت میں سلام کا اللہ اکابر اللہ و محمد رسول اللہ کہنا اور اس پر عمل کی یقین رکھنا اور سب کلمہ گوؤں کو بہائی سمجھنا یا باہمی اختلاف اسلام کے مجمع کو متفرق کرنا اصول اسلام کے برخلاف ہے اور اُس برکت کی ناشکری ہے جو خدائے دی نے ہے اور جسکو "خالق بید، قلوبہم" کے لفظوں سے تعبیر کیا ہے (چیزر)۔

اب اس اُن امور کی نسبت کچھ تھوڑا سا بیان کرنا چاہتا ہوں جو تصدیقِ نبوت اور اُن اسلام سے متعلق ہیں جو ظاہر میں عقل و علم کے برخلاف پائے جلتے ہیں۔ اگرچہ اسکی تفصیل بیان کرنے کو بہت بڑا وقت چاہئے اور شاید برسوں گزر جاویں اور یہ بیان ختم نہ ہو تو یہی کچھ عجیب نہیں مگر بعض نوجوان انگریزی خوانوں یا اوز لوگوں کے لئے جو اپنے خیال و دوسری طرح کر رہے جاتے ہیں اسکا بیان کرنا کو مختصر ہی ہو بلے موقع نہ ہوگا۔

محمدی ہونیکے لئے یا مرادفِ معنی کے لحاظ سے اسلام دائرہ میں داخل ہونے کے واسطے توحید کے ساتھ رسالت یعنی نبوت کی تصدیق ہی واجب ہے اسلام کی نسبت نوجوان انگریزی خوانوں کو یا آزاد خیال والوں کو دو چیزیں ہیں جو شک میں ڈالتی ہیں ایک تصدیق

معلوم ہوئی ہے۔ محمد ہی نبوت کے لئے ضرور ہے کہ ہم اس شخص پر بھی جس کو توحید کی نعمت دی اور جس نے توحید کی تعلیم کی جسکی وجہ سے ہم نے خدا کو جانا اور اس کی صفات کو پہچانایا یقین کر لیا خود عقل ہی توحید کا ہدایت کرتی ہے کہ جس کو توحید کا ہدایت ہو گئی کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم اس کے مادی ہونے پر یقین نہ کریں۔ اسلام جسکو میں نے ایسے حکام سے سچا بتایا انکی ہدایت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے لیکن اسکی تصدیق بالضرر دوسرا رکن اسلام کا ہے جو پہلے رکن سے منفک ہی نہیں ہو سکتا۔ اس تمام تقریر کا نتیجہ یہ ہے کہ جو شخص بدلا کو ماننا ہے اور درجہ لاشریک جانتا ہے اور اس پر یقین رکھتا ہے اور کسی نبی کی تصدیق نہیں کرتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی تصدیق نہیں کرتا انکی نسبت یہ کہنا کہ محمد ہی نہیں یا مرادوت معنی نیکو یہ کہنا کہ وہ مسلمان نہیں ہے بالکل صحیح ہے مگر اسکو کافر یعنی مشرک کہنا یا مومن نہ کہنا اسلام کے اصول کی رو سے درست نہیں۔

بلاشبہ تصدیق نبوت دوسرا رکن اسلام کا ہے۔ موحدین مفسر کے مقلد فی انصار ہونے یا نہ ہونے پر قدیم سے علماء میں بحث چلی آتی ہے کوئی کہتا ہے کہ غلہ فی النار ہونے کوئی کہتا ہے کہ بعد عذاب نجات پاؤنگے۔ اس بحث کو انہیں عالموں کے لئے چھوڑ دو اور توحید اپنے سید کے اس قول پر رہنے دو کہ ”علی بن عبد اللہ ان ابی ذر“۔

وحدانیت و رسالت کی تصدیق کے بعد اور چہیز میں بھی اسلام ساتھ میں توحید خدا تعالیٰ فرض قرار دیا جو شل نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ وغیرہ۔

ان فرایض کے نفاذ کرنے والے کو ہم کہہ گئے اور انکے منکر کی نسبت دہی کہیں گے جو نسبت کے منکر کی نسبت۔

کہا ہے کہ وہ محمد ہی نہیں یا بلکہ مرادوت مسلمان نہیں۔ اس کے مقلد فی انصار ہوئے یا نہ ہوئے کی نسبت دہی بحث پیش آ جاتی ہے جو ابھی جو مفسر کی نسبت میں نے بیان کی۔

اسے دوستو! یہ ایک بحث بہت بڑی اور نہایت نازک ہے جس کے بیان کے لئے ایک بہت بڑا وقت دیکر رہے اسکو مختصر کر دینا ہی وقت کے لحاظ سے بہتر ہے اسطرح شرک کی بحث

ہی جو اسلام کا پورا دشمن ہے اور جس کے ساتھ اسلام جمع ہی نہیں ہو سکتا بہت بڑی ہے۔

اس وقت ایک شمار اُسکا بیان کروں گا۔ جس طرح خدا کو اپنی ذات و صفات میں وحدت کے اسطرح کو تبلیغ احکام یا احکام شرعیہ کے قرار دینے میں وحدت اور کسیکو نہیں شریک نہ نہیں شخص رسول کے سوا کسی اور شخص کے احکام کو دین کی باتوں میں بطور واجب العمل سمجھتا ہے

کسی نکاح سے ہو سکتا تھا نہ کسی سلطان مقتدر سے۔ پھر کیا چیز اس تعلیم بچے میں تھی جس نے نہ  
جزیرہ عرب کو بلکہ تمام دنیا کو خدائی کا کرشمہ دکھلادیا (چیز)۔

اے میرے دوستو! کوئی سختی سخت دہریہ اور لاندہ بھبی اگر ایسے شخص کو  
معاذ اللہ بنی نہایت کا تو اسکو یہ ماننا تو ضرور پڑے گا کہ اگر بعد نذر کے کوئی دوسرا شخص بزرگ  
ہے تو یہی ہے (چیز) روحی خداک یا رسول اللہ۔ پس جو کوئی شخص نبوت کی حقیقت کو سمجھ  
لیگا تو اسکا دل سے خارج ہے کہ محمد رسول اللہ کی نبوت کی تصدیق نہ کرے (چیز)۔ محققانِ اہل  
تصدیق نبوت کے ایسے شخص کے دل کی تشفی پہلے جو کچھ کبھی جو کچھ کہتا ہے میں سمجھتا ہوں  
بالکل کافی ہیں۔

اب مسائلِ اسلام کی نسبت جو کچھ کہنا ہے آپ سب صاحب بخوبی جانتے ہیں کہ علماء  
کے مسائل دو قسم ہیں ایک مخصوص دوسرے اجتہادی جو علمائے اپنی نیک فی اور نیک  
نیتی سے قائم کئے ہیں دوسری قسم کے مسائل جو اجتہاد یا ت کہلاتے ہیں اگر انکا کوئی مسئلہ  
نیجہ یا فطرت انسانی کے برخلاف ہو تو اس سے اسلام پر کوئی حرج نہیں تا کیونکہ فی الحقیقت  
وہ ایک ایسا انسان یا مجتہد کا اجتہاد ہے جو سہو و غلط سے معصوم نہیں ہے۔

خود ائمہ مجتہدین نے بھی اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ ”المجتہد قتل یحیط و قتل  
یصیب“ اس سے ہے کہ علماء کے اجتہاد ہی اور قیاسی مسائل پر بحث کرنی فضول ہے۔ ممکن  
کہ وہ صحیح ہوں اور ممکن ہیں کہ غلط ہوں۔ ہم احکام طہارہ میں نہ غلاں وہماں کی رائے  
اجتہاد کے اگر انہیں غلطی ہے تو اس سے اسلام کو کچھ ضرر نہیں اگر وہ صحیح ہیں تو اسلام  
کو اس پر خیر کرنے کی کچھ ضرورت نہیں مخصوص مسائل کو نیا انسان فی نظر کے مناسبت ثابت  
کرنے کو ہم موجود ہیں نہ کسی نقلی دلیل سے نہ اپنے دماغ کے فالوؤں کے قول سے نہ مجتہدین کی ہمت  
اجتہاد سے بلکہ نیچر سے۔ ہم ان مسائل کو اسی علم سے ثابت کریں گے جو تیار ہیں جس علم کے پیر  
سے ان لوگوں کے دلوں میں جتنے پیدا ہوئے ہیں۔ یہ ہمارا دعویٰ لوگوں کے خیال میں کیا ہے  
ہی ہوا اور گو بعض لوگ اسکو ناممکن سمجھتے ہوں مگر جو کچھ ہمارے دل میں ہے اور جو کچھ ہم یقین  
اسکو باور از بلند ہم کہہ رہے ہیں۔ ہماری سمجھ میں کوئی مسئلہ نہیں اسلام کا یا جو کچھ قرآن مجید  
میں بیان کیا گیا ہے کسی قدیم یا جدید علم کے برخلاف نہیں ہے نہ کوئی حکمت اسکو ٹوٹ سکتی  
ہے نہ کوئی فلسفہ (چیز) میں یقین کرتا ہوں کہ دنیا میں سوائے اسلام کے کوئی ایسا

نبوت و دوسرے مسائل جو اس زمانہ کی حکمت فلسفہ یا عقل کے برخلاف یا بعید از عقل معلوم ہوتے ہیں  
نبوت کی بحث نظر کے اصول پر ایک طولانی بحث سے اس وقت میں اسکو نہ چھیڑو گنا۔ محمد رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی صداقت پر چند باتیں بطور خطابیات کے جنکو دل قبول کر سکتا ہے بیان کر دینگا۔  
بڑے بڑے فلاسفہ جو کچھ کہتے ہیں اور جواب بھی موجود ہیں جنہوں نے علوم میں بہت بڑا درجہ حاصل  
کیا ہے اور عمدہ عمدہ کتابیں تصنیف کی ہیں وہ بھی اصل اسلام کی باتوں کو اور ان اصولوں کو جن پر  
اصل اسلام بنی ہے لاثانی تسلیم کرتے ہیں۔ انکو جانے دو اور خود جانچ لو کہ اصل اسلام کے اصول  
فقہائے اجتہاد و تاریخ پر پیرہ مسائل کو چھوڑ کر جو سیدھے سادے اصول اسلام سے مناسبت  
تھیں کہتے کیسے عمدہ و منجبتہ لاثانی ہیں جن نے تمام عمر فلسفہ و حکمت و علوم طبعی اور انسانی کو  
نیچر کی حقیقت کی تحقیق میں لبرکی چودہ ہی ایسے اصول قائم نہیں کر سکتے۔ بل ب کیا میرا یہ کہنا  
بجا ہو گا کہ ایک ایسی شخص نے جو تیلے کنکر ٹیلے ملک میں پیدا ہوا اور جو چھوٹی عمر میں یتیم ہو گیا  
اور جس نے نہ کسی دارالعلوم میں تعلیم پائی نہ سقراط و بقراط اور افلاطون کے مسائل کو سنا کسی  
اساتذہ کے سامنے تعلیم کو بیٹھنا حکما اور فلاسفوں اور پولیٹیکل و مارل سینیٹر کے عاملوں کی  
صحبت انہائی بلکہ چالیس برس اپنی زندگی کے تاخر تیب یافتہ اور باخلاق اونٹ چرائے  
دلوں میں بسر کئے۔ چالیس برس تک بھراہی قوم کے جوہت پرستی اور باہمی جنگ جہال میں  
بتلا تھے جو۔ نہ دینا کاری بر عورت و مرد کو فخر تھا اور کسیکو نہیں بکھا تھا۔ وہ دفعتاً اپنی  
تمام قوم کے برعلاقہ ٹہا۔ چاروں طرف سے وہ بت پرستی میں گہرا ہوا تھا مگر اسے کہا تو یہ  
کہا کہ **لا الہ الا اللہ** اس نے صرف یہ کہا ہی نہیں بلکہ تمام قوم سے بھی جو یکڑوں برس  
لات و منات و دغری کو پوجتی آتی تھی یہی کہو اویا۔ ان تمام باخلاقوں و عامل عادتوں کو  
تمام قوم سے مٹو اویا۔ بتوں کو زمین پر گر وایا ان کو ٹھایا اور خدا کے نام پر اور خدا کی پرستش کو  
تمام عرب کو جزیرہ فارس بند کیا۔ وہ جزیرہ جو ابراہیم و اسماعیل کے بعد سے ہزاروں ناپاک کیوں سے  
نا پاک ہو گیا تھا پہا سکو کی اصلی باکی اور دین ابراہیم کی بزرگی تک پہنچایا۔ چالیس برس کے  
بعد کس نے یہ نوا کے دل میں والا جس نے نہ صرف جزیرہ عرب کو بلکہ تمام دنیا کو روشن کر دیا اور  
اسنے **لا الہ الا اللہ** کی تعلیم کے بعد جو احکام دین کے اخلاق کے لوگوں کو بتائے کیا کوئے فلاسفہ و  
سے زیادہ کچھ بتا سکتا تھا جو اس نے بتلائے (چیرز) صرف بتائے ہی نہیں بلکہ اپنے پاک  
اصل اپنی پاک زبان کے اثر سے لوگوں کے دلوں میں بٹھلادئے (چیرز)۔ یہ کام وہ تھا جو نہ



و یہی ہی ہدایت ہوتا ہے اور کسی غلط کو نیچے یا فلسفہ کی برخلاف نہیں پاتا کسی باطن میں فریب نہیں۔ عربی۔ فارسی۔ سنسکرت  
 وغیرہ میں کی ایسی کتاب لکھ دی گئے زمانہ کی کبھی ہوئی تباہ و جس میں علی و علی رضا میں فلسفہ اور حکمت  
 جہر کہہ دے ہوں اور یہ نہایت دلکش اور سہل الفاظ میں اور بہتر ہو جائے اور عالم عامی اور فلسفی سب کو اپنا فائدہ  
 حاصل ہو اور سب کے دلوں پر یکساں اثر ڈالو نہایت ناممکن ہے۔ مگر صرف قرآن مجید ہی ایسا ہے جس میں تمام خوبیاں جو  
 ہیں اور یہی اسکا اصلی اور بجا اور واقعی معجزہ ہے (چیز) ایک مسئلہ جو اس زمانہ میں سچ ہے جبکہ زمین کی کائناتی  
 جاتی تھی وہی اب بھی ابھی سچ اور قابل تسکین ہے جبکہ سورج ساکن اور زمین گہوٹی مانی جاتی ہے۔ یہ تو کچھ نہیں کہ  
 کے پاس جہیز کے پاس منہ فلک پاس ہی کہ میں ہیں بلکہ وہ مقدس سمجھے ہیں مگر تباہ و اگر کسی میں صفحت موجود ہے جو  
 میں نے بیان کی۔ تورات میں ہے کہ ریش کیلئے سورج ٹھہر گیا۔ اگر ایسا ہوا ہوتا تو تمام عالم کھٹکے پرید ہو چکا ہوتا  
 مگر قرآن مجید اسی باتوں کو عطا فرماتا ہے کہ اگر وہ فلسفہ جو کہ کتاب میں لکھا ہے کہ "لَا تَدْرِي لَیْلٌ خَلَقَ اللَّهُ مِثْلَ الْیَقِیْنِ" اور  
 گو کہ وہ ایک پیشین گوئی ہوئی مگر ظاہر قابل اعتراض ہو گا اگر یہ حکمت فلسفہ جو اس زمانہ میں سچ مانی جاتی ہے اسے اگر اندر  
 غلط ثابت ہو مگر یونانی حکمت ثابت ہوئی ہے تو یہی میں عوی کرتا ہوں کہ قرآن مجید ویسا ہی سچا ثابت ہو گا  
 جیسا کہ کتب چاہیے اور غور کر نیکی بعد ثابت ہو گا کہ جو کچھ غلطی تھی وہ ہمارے علم کا نقصان تھا مگر قرآن ویسا ہی  
 سچا تھا (چیز)۔ ہمارے قدیم مفسروں قرآن مجید کے کچھ کچھ یونانی حکمت اور علم سے مطابقت کرنے پر بہت ڈر والا  
 ہو کر جو لوگ غلطی ہدایت کی روشنی سے قرآن پر غور کرتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ جو کچھ انہیں غلطی ہو چکی  
 غلطی تھی نہ قرآن مجید کہ

اے بہاؤ یو ایسیر دوستو! یہ ایک ایسا شکل رستہ ہے جس پر جانا دشوار ہے غالی نہیں مگر ضرور کہ جو لوگ بہت  
 اسلام پر چڑھ کر دیکھتے ہیں اس پر غور کریں۔ جو کچھ میں کر رہا ہوں وہ واقعہ میں اور لوگوں کا کام تھا نہ ایک  
 جاہل آدمی کا جیسا کہ میں ہوں مگر جب کسی نے کیا تو میرے دل میں ایک تحریک پیدا ہوئی اور میں اس پر آمادہ ہوا۔  
 میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک میرے دل میں فعلتے والی ہے اگر میں چند اپنی طاقت کے اس قدر کشش نکروں تو خط  
 کو کیا جواب دے گا۔ مگر انوس اس بات کا جو کہ لوگوں نے میرے مطالب کے پیچھے مقصد کو نہیں سمجھا اور چونکہ  
 جو لوگوں اختلاف پر جو حقیقت بالکل غوی نہیں ہیں مجھے مخالفین چھوڑتے ہیں ہمارے لگا کر بس بگڑا ہے  
 پرانی حالات پر غور کریں اور ان کے علم کی کتابوں کو جھانکنا سب اوبس کر رہے ہیں اور دیکھیں کہ انہیں باہر سے  
 اصول ہیں جو ایک طوط کفار و دوسرے طوط اسلام کہنے نہیں پاتا جو کہ قدر اختلاف ہے۔ ایک فرقہ خدا کی تبت  
 کا قائل ہے اور دوسرا کہتا ہے کہ وہ منحصر ہے۔ دوسرا کہتا ہے کہ نہ یہ ممکن ہے اور نہ منحصر ہے۔ اہل سنت و جماعت  
 ہی کا ایک فرقہ خدا کو ماتھے پلٹوں کہہ ناک کا قائل ہے اور دوسرا کہ عرش پر چٹھن ہونی کا یقین کرتا ہے اور دوسرا

مذہب نہیں ہے جسکو پرانی اور حال کی تحقیقاتوں بلکہ اور نیچر فلسفی سے مقابلہ کروا دیا  
 ہشک اور مضبوط پاؤں۔ بات صرف اس قدر ہے کہ حقیقت کبھی تبدیل نہیں ہوتی۔ بلکہ بلاشبہ حقیقت  
 فلسفہ کا طرز بدل جاتا ہے مباحثہ کے ہول بدل جاتے ہیں اور نئی دلیلوں کی حاجت ہوتی ہے۔  
 یہی سبب ہے کہ اگلے زمانہ میں جو دلائل ہم کو قدما نے قائم کئے تھے وہ اس زمانہ میں بکار آمد نہیں رہے  
 ہیں اور ہم نے ضرور ہے کہ نیا طریقہ بحث کا اختیار کیا جاوے۔ قرآن مجید جو تیس سو برس سے مخبر یقین  
 کیا جاتا ہے میں یہی اسکو بخیر ماننا ہوں۔ مگر ہمارے قدما نے صرف ایک اور ہی دلیل اس کے بجز  
 ہونے کی قرار دی تھی یعنی نصاحت اور کلام کی عمدگی اور وہ بھی اسوجہ سے کہ آج تک کسی  
 بشر سے نہ کسی فصیح و بلیغ سے ایسی ایک یا دو باتوں کے برابر یہی دیا فصیح کلام نہیں کہا گیا۔  
 باوجود کیا ان سے مقابلہ کیے کہا گیا کہ اگر کہہ سکتے ہو تو کہہ لاؤ۔ بلاشبہ میں یہی قرآن مجید کو  
 ایسا ہی فصیح و بلیغ تسلیم کرتا ہوں اور کیوں نہ تسلیم کروں جبکہ میں یقین کرتا ہوں کہ وہ  
 خدا کا کلام اور وحی متلو ہے اس کے الفاظ وہی ہیں جو خدا کی طرف سے رسول کے دل میں ڈالے گئے  
 تھے اور رسول کی زبان سے ہم لوگوں تک پہنچے۔ اور میں یہ بھی قبول کرتا ہوں کہ آج تک  
 کسی بشر سے مثل اس کے نہیں لہا تھا۔ مگر میرا اس دلیل کو ایک خام دلیل سمجھتا ہوں اور جو الفاظ  
 قرآن مجید میں اس امر کی نسبت آج نہیں لکھا یہ مطلب قرار نہیں دیتا ہوں۔ اور اگر یہ دلیل ایک دلیل  
 ہونے کے مرتبہ میں یہی ہو تو یہی ایسی نہیں ہے جو غیر معتقد لوگوں کے مقابلہ میں پیش کی جاسکتی  
 اور ان کے دل کو تسلی دے سکتی ہو۔ میں ایک اور دلیل رکھتا ہوں جسکو میں دل سے زیادہ  
 مضبوط سمجھتا ہوں۔ وہ دلیل یہ ہے وہ ہدایتیں انسان کیلئے ہیں جو قرآن مجید میں بیان کی گئی  
 ہیں۔ کوئی اور ہدایت اس کے مثل بیشک نہیں ہو سکتی۔ میں اسکو یہی معجزہ بلکہ اصلی معجزہ قرآن مجید کا  
 سمجھتا ہوں۔ (چیز) قرآن مجید اس زمانہ میں نازل ہوا جو جاہلوں اور نادانوں اور ناتربیب یافتہ  
 لوگوں کا زمانہ تھا وہ اس زمانہ کے جاہل لوگوں کی ہدایت کے لئے تھا جو اس وقت کی دنیا میں تھے اور  
 جو آئندہ دنیا میں ہونیوالے تھے ضرور رہا کہ اسکی ہدایتیں ہر صریح بیان کیجا دیں کہ اس سے ایک  
 صحیحی ماہر نہ چرانے والا بداد۔ ایک علی درجہ کا حکیم سقا اور بقراط دونوں برابر نامور ہمارے  
 و نوری برابر ہدایت یابیں۔ قرآن مجید ہی صرف ایسا کلام ہے جس میں یہ صفت موجود ہے اور جس سے  
 فتنہ بحث و مرجوں بلکہ متنازعہ حیثیتوں کے لوگوں کو یکساں ہدایت ہوتی ہے۔ ایک جاہل مرد یا ایک قدما  
 نے جو اس کے افہام سے دور ہے جیسی ہدایت یا آج ویسا ہی ایک نڈ سفا نہیں الفاظ کے مقصود و

دینیکروا اقصیت علیکم نعتی و فی منیت لکم اکاسلا و دنیا“ مگر جب مفسرین خدا انہیں  
حسرت کروا سکیں یہ سنیں بتائیں کہ خدا فلاں جاؤ کہ فلاں جانو کہ حرام بتا کر دین کو کامل  
کر دیا تو اس کو مخالفت کرتا ہوں گو کہ وہ فخر الدین رازی یا علامی فیتا پوری یا آئے جسے کہ اور کوئی آفت  
ان بزرگوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ جناب اگر یہی معنی تکمیل دین کی ہیں تو سلام۔ میں کہتا ہوں  
کہ یہ تفسیر غلط ہے دین اسلام خدا کی توحید کے کامل طور پر پختہ ہو گیا ہو کہ ہر ایک خیر و برکت اور روشن کردہ  
سے مکمل ہوگا، اور یہی تکمیل دین کی ہے اور اس کی تکمیل کے سبب وہ آخری وہ ہیں ہے اور اس کی تکمیل کے سبب  
قیامت تک بلکہ قیامت کے بعد بھی بغیر تبدیل کے قائم رہیگا (چیز)۔

اب میں ان بعض احکام کی نسبت کہہ کر چاہتا ہوں جو قرآن مجید میں مذکور ہیں مثلاً نماز میں  
ہوں کہ انسان میں جو فطرت خلق نے رکھی ہے اس کے مطابق نماز کو فرض کہا جس سے مراد ہے کہ بیشک نماز  
میں رہے اور انسان اس کو ہول نہ جاؤ اپنا دلی نیاز اور تہلیل کے ساتھ ادا کرتا رہے یہی اصل جزو نماز  
ہے جو خدا نے فرض کیا ہے اگر کہنے کہ یہ فرض کیونکر ادا ہو سکے لئے ارکان مقرر ہوئے ہیں جو حقیقت میں  
اس کو اصلی جزو نہیں ہیں بلکہ اس کے محافظ ہیں اور محافظ ہو چکی حیثیت سے اصلی جزو سے جدا نہیں ہو سکتا اور  
اس لئے اصلی جزو میں داخل ہو گئے ہیں اور بطور اصلی جزو کو واجب ادا ہوئے ہیں۔ اس کی تہیز و تہجد میں  
مستحق ہو سکتی ہے انسان پر سے ان ارکان کا ادا کرنا جو بطور محافظہ رکھ کر کہتے ساتھ ہو جاتا ہے۔ مثلاً  
کیجاالت میں وضو کی فرضیت نماز میں قیام و قعود و سجدہ کی فرضیت حتیٰ کہ قرأت کی فرضیت بھی ہے  
ہو جاتی ہے مگر تو جہاں اللہ اور اس دلی نیابت نہ لیل کا ادا کرنا جو اصلی رکن نماز کا تھا جب تک کہ انسان کو جو  
ہو اور اس کے ساتھ ساتھ نہیں ہوتا پس نماز میں صحت و روشن ہو کر رکن ساتھ ہو گئے وہ اصل اصلی رکن  
وہی رکن اصلی تھا جو کئی وقت جب تک انسان انسان ساتھ نہیں ہوا (چیز)۔ اب گواں کہہ سکتا ہو  
کہ یہ طریقہ نماز کا خلاف نیچو یا انسانی فطرت کے برخلاف ہے (چیز)۔

ہاں یہ بحث باقی رہتی ہے کہ نماز میں یہ ارکان کیوں مقرر ہو گئے اور ان ارکان مقررہ کو فطرت ہونا  
سے کیا مناسبت ہے۔ مگر میں کہوں گا کہ ہاں فطرت انسان سے مناسبت ہے مگر میں اس وقت دو سکر فلسفہ  
طریقہ ہر ایک جواب دہ تھا۔ اگر ہم کہیں دو سکر ارکان اس فرض کا ذکر کیے لیکن مقرر کریں تو سوال ان مقررہ  
ارکان کے مقرر کرنے پر وارد ہوتا ہو وہی سوال ان ارکان کے مقرر کرنے پر وارد ہو گا اور اصلی ہذا القیاس الی  
غیر النہایت پس یہاں سوال کرنا جو عاتقہ الورد دہنے عقل انسان کا کام نہیں ہے۔

البتہ یہ بات پیش کرنی چاہئے کہ ان کے مقررہ دو سکر رکن مقرر ہو سکتے تھے مگر میں یقین کرتا ہوں کہ کوئی

کفر سمجھتا ہے۔ جبکہ قدیم اصول مسائل میں قییم مکتبہ عقائد اختلاف کیا ہے تو سیر الی گناہ و اگر میں قدیم  
کے مقرر کردہ مسائل جو اختلاف کروں بھی خوانسان تہو در مصدوم و محفوظ عن الشیطان تہو۔

مباحثت اور غیر شبہ منصوص مسائل میں جسو نماز و نہ حج نہ کوہ میں جو خدا تعالیٰ نے قرا نجد میں فرض  
بتا دی ہیں ان کو میں بھی مطرح فرض سمجھتا ہوں جسو ایک عادل مسلم یقین کرتا ہے لیکن جب یہ غیر مخالف کا حملہ ہوا  
تو انکی ملیت اور ملکیت بتانی ضرور پڑتی ہے۔ اگر یہ بحث پیش آجی کہ اہل تہنہ و دھوکو یعنی وضو کو عبادت  
جسکا تعلق حل ہے کیا تعلق ہے۔ حد تک بعد و محل میں اس کی کوئی کیا تعلق ہے۔ نماز کو جو ایک دعائی فعل ہے اہل  
چیتے سنی اور عین اور جو کر سیکو کیا علاقہ تو کو کجی تو سیکو کی ملکیت اور نماز کے ارکان کی اہمیت بڑھت  
کرئی ہوگی اور سمجھانا پڑیگا کہ وضو کہیں فرض کیا گیا ہے اور نماز کے ارکان کیوں قرا ہے میں اسکا بیان کرنا ہوتا ہے  
سند میں کچھ کام نہیں بلکہ سیکو کہ شلک فی الذہب یا غیر مذہب انکو نہ مانیکا بلکہ انکا بیان کرنا اسی طرز پر لازم  
ہوگا جو عقل یا بچہ انسان کی فطرت کے مطابق ہوتا کہ دوسرے کو دیکھو تسکین ہو جاوے (چیز) کیا فکر کو کو گویا کہ  
کافی ہوگا کہ یوں ہی حکم دیوں ہی مانو۔

اے سیر ہا تہو! یقین ہو جاوے کہ سرنام ایمان صرف کتنی شخص کے کہہ دینے سے نہیں ہوتا۔ اگر میں آپ کے احوال میں  
کہ یقین نہ بلکہ یقین جہاں میں کہوں تو یہ اگر کیوں سو دشمن ہو جاوے تو یہ کہوں کہ میں بالکل اندھیرا ہوں۔ اور یہ  
مجھ کو اور میری بات کو قابل ادب و رائق تسلیم سمجھ کر کہہ ہی نہیں کہ میں اندھیرا ہوں تو کیا اس کہہ دینے سے کچھ  
یقین بھی ہو جاوے گی نہ ہاں اگر آپ عقلمند میں اور واقعی دل سے مجھ کو قابل ادب اور میری بات کو قابل یقین  
سمجھتے ہیں تو آپ ضرور خیال کریں کہ اور یہ چیتے کہ اندھیرے کے لفظ کو کیا مراد ہے اور جب کہ آپ سمجھنا نہ ہو تو  
اس وقت آپ کے دل میں سچا یقین ہوگا (چیز)۔ میرا یہی مطلب ہے اور میں آپ پر یہی مسلمانوں کی یہی چاہتا ہوں  
کہ قرا نجد کو صرف بتان ہی سچ نہ کہوں بلکہ دل سے سچ جاناو۔ اسلئے میں خیال کیا کہ انکو اسو یہی چیز پیش کیا دین  
جسے انکو اسلئے سچ نہ ہوگا اور کم سو کم اسکو سچ نہ ہوگا یقین ہو۔ جو کہ مجھ کو اس پر اس پر یقین تھا اسلئے میں بے دلیل  
اور بغیر دلیل سے خیال کر کہ وہ انکو کئی غلطی یا موافق اور بغیر مکتبہ عقائد کی فطرت کے خود کو دیکھنا چاہا  
کہ قرا نجد اور اسلام کیا ان غلطی کی فطرت کے مطابق (چیز) میں تو مسلم ہا یوں سو امید کرتا ہوں کہ اگر  
اسکو سچ نہ سمجھیں گے کیا ہی سکی صلاح کر س اور اگر مجھے کچھ غلطی ہوئی ہو تو معاف فرما دیں نہ کہ مجھ کو ایک  
فرقہ کا موجد ایک تو مذہب قرار دینا چاہا تو ادریں میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ جو مسائل اسلام کا حق  
میں چاہتا کہ مجھے ممکن ہو میں انکی تصدیق کرتا ہوں کیا ہم کہہ سکتے ہو کہ یہ کوئی حدیدہ نہیں ہے میرا یقین  
ہو کہ یہ مسلم اسلام ایک مکمل و آخری مذہب ہے مجھ کو خدا کو اس قول پر یقین کامل ہو کہ الیوم اکملت لکم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# اصول و مسائل اسلام ایک عیسائی خلیل کی شہادت

سخنہ اللہ و نصلی علیٰ رسولہ وسلم۔ اسلام مقدس کے صول اور بڑے بڑے مسائل اُس اعلیٰ حکمت اور خوبی پر مبنی ہیں۔ کہ آخر اقوام غیر کے فاضل بھی بول اُٹھے کہ یہ اسلام ہی نے طوفانِ بولتیزی اور سخت اعتقادی کودنیوں سے نیت و نابود کر کے اصل صولِ خدا کی توحید اور اسلام کی سچی عزت و عظمت کے ہماری مسدود کو سارے جہان میں ہٹا کر بہکی ہوئی قوموں کو سیدھے راستے پر چلنے کا عمدہ سبق دیا اور اپنی قوم کے ہزاروں فاضلوں کو سائنسے بیان کرتے ہیں کہ ان صول اور مسائل کی پابندی اعلیٰ درجہ کی شائستگی اور تہذیب پر مبنی ہے جسے سکر حاضرین ایک ایک فقرہ پر (غیر تحسین) رطب اللسان میں کیا یہ مقدس اسلام کا جوہر نہیں تو اور کیا ہے؟ حالانکہ اہل اسلام کی ثروت اور حشمت کی ترقی کا نام ایک مدت کے سرنگون ہے۔ اور اسکی سلطنت اور شوکت بالعموم دنیا کے حصہ سے محروم ہے۔

اور چاروں طرف سے افلاس اور ناداری کا ہجوم تیسرے فقر اور فاقہ ہر کاب الہ اکثر ان میں نانِ شینہ سے بے تاب جب کوئی خوش قسمت اس مقدس مشرق کے اصول کو جانتا ہے تو ماحلتِ اسلام سے متاثر ہوتا ہے۔

۱۔ ایک بیکہ باری اینز ٹیل صاحب جو ۱۰ اکتوبر کو والوریمپٹن واقعہ ملک انگلستان کے چرچ کانگرس میں شہر کے مقاصد کلیسا میں دیا گیا۔ از اشاعت السنہ۔

شخص ان ارکان کی ہر چیز میں تمام عقائد مذہبی و بیرونی تمام قواعد و باطنی تمام طریقہ و مذہب و حجابی و روحانی ادا ہوتے ہیں اور جو انسان پر بمقتضا فطرت انسانی موثر ہوتے ہیں اور کوئی ارکان نہیں تھلا سکتا (چیزیں)

میں نے مختصر طور پر اپنے تمام خیالات جو مذہب اسلام کی نسبت ہیں آپ کے سامنے ظاہر ہیں اور یہ بات بھی بتائی کہ جو جدید طرز تائید مذہب اسلام کی اور مباحثہ کی میں اختیار کی ہو اسکا کیا سبب ہے۔ اور اس بات کو بھی بتایا کہ جو محکمہ علم کے متقدمین اختلاف کر چکی کیا ضرورت پیش آئی ہے۔ اس بات کے بیان کرنا کہ خود علم کے متقدمین آپس میں کن کن باتوں پر مختلف ہیں اور میں کس کس امور میں علم کے متقدمین کے خلاف کیا اور انہیں کتنی باتیں ایسی ہیں جنہیں بعض متقدمین علم کا ہی وہی مسلک اختیار کیا ہے جو میرا ہے اور کتنے ایسے جنہیں میں منفرد ہوں اور کل علم کے متقدمین کے خلاف ہیں۔ ایک بہت بڑی فرصت چاہو مگر مختصر کہ سترہ اس وقت بیان کیا اس کے بعد اس بات کا تصفیہ کہ جو کچھ میں نے کیا یا وہ اسلام کی تائید ہے یا نہیں آپ جانیں گے اور چھوڑتا ہوں۔

اب میں غیر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو تائید اسلام کی میں اپنی دلالت میں اختیار کی ہو وہ ہر وجہ سے نہیں کی کہ میں مسلمان ہوں اور مسلمان گہر میں پیدا ہوں اور خواہ مخواہ جو کچھ اسلام کی تائید کرنی چاہوں میں اس بات کو اچھا نہیں سمجھتا جو شخص میں سے ہے یا جو خاموشی ہو اس میں حلو مانا دوسری بات ہے اور اس کی تائید پر لازم ہے۔ مستعد ہو دوسری بات ہے۔ پچھلی بات اس شخص کے زیریا نہیں جس نے خود بدو الیقین اسپر نہ کر لیا ہو۔ میں نے خالی الذہن ہو کر اسلام پر بہت کچھ غور کیا اور نہایت غور و فکر کے بعد میری دل میں اس بات کا یقین ہوا کہ دنیا میں کوئی مذہب چاہے تو وہ اسلام ہی ہو اور میں اس دلی یقین پر اسکی تائید کرتا ہوں اس وقت کہ میں مسلمان گہر میں پیدا ہوں اور مسلمان ہوں (چیز بہت زور سے)۔ غلط

## ڈاکٹر لٹیر کا لکچر دین محمدی پر

مجھے خاص واقفیت دین محمدی سے ابتدا ۱۸۵۲ء میں تطنطنیہ کی ایک مسجد کے مدرسے میں ہوئی جہاں جا سجا سے قرآن شریف کے بہت سے حصے میں نے حفظ کئے۔ میں مختلف فرقوں کے مسلمانوں کے ساتھ ترکی و ہندوستان و دیگر مقامات میں رہا کیا ہوں اور عربی جس زبان میں کہ ادنیٰ پاک علم ادب کہہا گیا ہے میں نے پڑھی ہے۔ میں بلا تامل کہہ سکتا ہوں کہ بغیر عربی جانتے ہوئے مسلمانوں کے علم ادب پر کچھ نہیں کیا جاسکتا۔ اور وہ بہت بڑے حصے میں یہ بھی کہہ سکتا کہ صرف علم زبان عربی سے ایک چیز بڑھکتے اور وہ بہت بڑے حصے میں کی کبھی ہمدردی ہے۔ ہمدردی مردہ ہڈی میں جان پہنک جیتی ہے۔ بہت سے مشہور ماہر زبان کی ایسے ہیں جنہوں نے ہمدردی نہ رکھنے کی وجہ سے دین محمدی پر غلط رائے قائم کی ہے۔ مثلاً

سردار میوہ نے اس مذہب پر بحث کرتے ہیں بڑی بہادری غلطیان کی ہیں۔ ہم اس کی طرف سے ہیں کہ موقع موجودہ گو کہتے ہیں کہ درجہ میں کیوں نہ ہو اس ہمدردی کے پیدا کرنے میں مدد کر لیا جو تمام مذاہب کے درمیان ہونی چاہیے۔ ہر برٹ اسپنس کا قول ہے کہ جو جس انداز سے کہ ہم لوگ سچائی کو زیادہ پسند کرتے ہیں اور نتیجائی کو کم۔ اسی طرح اس بات کے جاننے کا بھی ہم لوگوں کو شائبہ ہونا چاہیے کہ ہمارے مخالفین کے جو خیالات ہیں اس کا باعث کیا ہے؟ ثابت کے بدرہٹ لانا کا یہ مقولہ بہت ٹھیک ہے کہ زبان سے کہنا بجا یہ خیال کرنا بھی ہرگز نہیں چاہیے کہ میرا مذہب دوسروں کے مذاہب سے بہتر ہے۔ اس کے لئے اپنی رعایا کی ہدایت کے لئے تمام ٹیلوں پر کیونکہ کہہ دیتا تھا۔ کہ دوسروں کے مذاہب کی تعریف کرے۔

اُس بڑے مذہب کی نسبت جہرین آج گفتگو کر رہا ہوں دین محمدی کا لقب میں نے اس لئے استعمال کیا ہے کہ اس خطاب کو میں اُس شریعت کے ساتھ محدود کروں جس پر اکل پیر و ان دین محمدی چلتے ہیں۔ اگر اس سے بہتر لفظ "اسلام" میں تبدیل کرنا چکے معنی ہی دینی برضائے الہی رہنا تو میان کو زیادہ وسیع کرنے کی ضرورت ہوتی جو ایک گنہگار میں تمام نہ ہو سکتا۔ دین محمدی پیغمبر محمد صاحب دین نہیں ہے اس لئے کہ وہ تو اس بات کے مقرر تھے کہ ہم اپنے سلف پہلے اور عیسائیوں کے دین کی تقلید کرتے ہیں۔ یہ دونوں ادیان اسلام کے مدارج ہیں اور محمد صبا

جب کہی کسی عاشق اسلام کو خوش آجاتا ہے تو وہ اسلام کی غیبتوں کے اظہار پر کراہت مانتا ہے  
 مگر اس اظہار کے وسائل اگر انکار کر دیتے ہیں تو یہ غیبتوں میں ہو کر چسپاں کرنا ملک کو دیا جائے، انہیں پانا کو کہہ کر  
 ہمسکھ مانگ کر ہی کیوں نہ کرے۔ مگر مصارف، تبلیغ اور اشاعت کا سامان کو سوان آگے بھی نہیں  
 دیکھ سکتا۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ

۱۔ غیر اقوام کو ہر طرح کی شتمت اور ثروت حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر قسم کی کامیابی ان کے  
 ساتھ ساتھ دیے جاتی ہے۔ کونسا ملک یا شہر ہے جہاں انکی مشن اور سوسائٹی موجود نہیں؟  
 اور لاکھوں روپے اس مذہب کی اشاعت اور ترویج کے صرف میں نہیں آتے۔ انکے اسکول  
 شہر شہر بلکہ گاؤں بگاؤں موجود ہیں اور سادہ دین والے لاکھوں موجود ہیں جن پر کروڑوں  
 روپے صرف ہوتے ہیں۔ انکی کتب اور رسائل تمام ملکوں کی زبان میں ہر ایک جگہ سہولیت  
 لے سکتے ہیں۔ انکے مذہب میں داخل ہونے والوں کی وہ مدارات ہوتی ہیں کہ وہ اپنی پہلی  
 سوشل حالت کو بھی بھول جاتے ہیں۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ ایسی حالت میں بھی اقدس سلام  
 کا نمبر شمار غیروں سے دن بدن ترقی پر ہے۔ اسکی وجہ صرف یہی ہے کہ اس پاک مذہب سلام  
 کے مہول اور اہم مسائل اسکی خوبی اور حسن سلوکی عقل اور روحانی شائستگی پر مبنی ہیں۔ کہ اسکے  
 مقابلہ پر اہل اسلام کا نمبر بڑانے والے مجھ دو سکے مذہب والوں کی ثروت اور اور آسائش کو  
 بیچ سکتے ہیں۔ اور انکی دنیوی لذت پر نگاہ اٹھا کر ہی نہیں دیکھتے !!!

وہ اہل اسلام کے مٹی کے پیالے کو غیر ذکوہ چاندی سونے کے برتنوں پر فوق دیتے ہیں۔ اور  
 انکے ٹوٹے پھوٹے بورے کو انکی اطلسی فرش اور عمدہ عمدہ میز اور کرسیوں سے بہتر جانتے ہیں  
 انکی روکی پہلی نان جین انکے مرغن نان و کباب و جمبی و جہلی و مٹن چائے افضل جانتے ہیں۔  
 انکی مسکنت و مذلت کو انکی دولت و عزت سے عزیز کہتے ہیں اور مقدس سلام کو مخاطبہ ہو کر یوں  
 عرض کرتے ہیں ”مصرع“ ذل تو عزت است غمت بزر شادی است یا اور دوسری قوموں کی ثروت  
 اور حشمت دنیوی اوج عروج کو دیکھ کر پکارا ہٹے ہیں۔ ذالک متاع الحیوۃ الدنیا واللہ عند  
 حسن المآب۔ (آل عمران ۲۰۶)

درمقدمہ مولوی شیخ محمد عبدالغیر صاحب کٹر مری انجمن حمایت اسلام امرتسار



پہنچنے جس کی اسلام صرف تسلیم ہی نہیں کرتا ہے بلکہ اسکو عملی طور پر رد کہا تا ہے۔ +  
 دین محمدی کے بانی کے حق میں عیسائیوں نے بڑے کلمات استعمال کئے ہیں۔ یہ بڑی ابتدا  
 میں وہ عیسائیوں کے ایک فرقہ میں سے سمجھ جاتے تھے۔ ڈینیٹ اہلی کتاب انفر فوین محمد  
 صاحب کو دین عیسائی میں ایک **نئی بات نکالنے** والا کہتا ہے۔ اور بیشک دوسرے  
 معنی میں وہ صرف ان بہت سے فرقوں میں سے ایک کے جو اپنے کو عیسائی کہتا تھا مخالف ہے۔  
 بعض مصنفوں نے بیان کیا ہے کہ ان کا مذہب تلمود (یہودیوں کی شرائع) سے اخذ کیا جوا۔  
 تھا۔ مگر میری سمجھ میں اس بات کا جواب کہ دین محمدی حقیقت میں کیا چیز ہے یہ کہو کہ مذہب یہودیت  
 بشمول مذہب نوز صابئی (اور نصاریت، جھٹھی دبا ستنا سے تعلیمات سینٹ پال ہے۔ اسلام  
 کی یہ حقیقت نظری طور پر یہودی، عملی طور پر یہ آجکل کے مصنوعی یورپ کی عیسائیت سے بڑا ہوا  
 ہے جن باتوں کو آجکل کے عیسائی زبان میں کہتے ہیں انکو مسلمان عملی طور پر برستے ہیں +  
 ہر مسلمان بلو خود ایک چرچ ہے ہر شخص کو اجازت ہے کہ وہ کسی مذہبی امر پر اپنا مذہب کے اصول  
 پر اپنی رائے دعوہ اپنے ملاؤں کے غلام نہیں ہوتے۔ وہ اپنے مذکو بغیر واسطہ قائم کر دیتے  
 ہیں۔ اور جس جگہ کہ ان کے نماز کا وقت ہو چکا وہی جگہ ان کی عبادت گاہ ہے۔ ان کے علماء  
 و رہبران دین دوسرے پیشہ اختیار کئے ہیں۔ بعض جوتے سیتے ہیں اور پہلچ کے دوسرے  
 کام کرتے ہیں۔ ان لوگوں میں یورپ کوئی شخص نہیں ہے۔ ہر معمولی مسلمان کہہ سکتا ہے کہ خدا  
 کی مرضی کے مطابق چلکر میں پیغمبر محمد صاحب کے دین کا غلیف ہو سکتا ہوں واقع میں تمام دنیا کی  
 اکثر مسلمانان امور دین میں اپنی سمجھ کے مطابق چلتے ہیں۔ یہی لوگ اہل سنت والجماعت کہلاتے  
 ہیں اور دوسرا فرقہ کہ جو نہایت ضروری ہے شیعوں کا ہے۔ یہ لوگ محمد صاحب اور انکو خاندانی  
 جانشینوں کو عملی طور پر مصوم محض سمجھتے ہیں شیعہ خلافت کو خاندانی مہمل پر جمع سمجھتے ہیں اور  
 ان کے شرائع قرآن اور ان کے علماء یعنی مجتہدین کے اقوال سے اخذ کئے گئے ہیں۔ +  
 محمد صاحب نے خود اپنی مصوئیت کا کبھی دعوے نہیں کیا تھا ایک موقع پر خدا کی طرف سے انکو وحی  
 آئی جس میں خدا کی طرف سے اس کو ناراضی ظاہر کی گئی تھی کہ انہوں نے ایک غریب آدمی کو طرف  
 سے منہ پھر کر ایک نہایت دولت مند شخص کے ساتھ ہمکلام ہوئے تھے اور اس وحی کو انہوں نے تمام  
 لوگوں کو سنایا ہی دیا۔ اگر وہ فریبی اور کار ہوتے ہیں کہ بعض ظالم عیسائی رسول عربی کو کہتے  
 ہیں ہرگز ایسا نہ کرتے۔ مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں اس وقت آپ لوگوں کو سنانے ایک بڑی برکت

نے جس دین کی تعلیم کی وہ ان ادیان کا لب لباب اور خلاصہ ہے۔ ان باتوں کا تو سم لوگ بھی اقرار کرتے ہیں کہ خدا کے رستہ پر چلنا چاہیئے۔ خدا کو ہر وقت ہر کام میں حاضر و ناظر جانا چاہیئے۔ اُنے کہ دل میں وہ چین فاصل ہو جو سب کی سمجھ سے بالا تر ہے اور خدا کی رضا پر راضی رہنا چاہیئے۔ مگر یہ اقرار دین محمدی میں عملی طور پر برتا جاتا ہے اور اسی پر اس دین کے عمارت کی بنیاد ہے۔

ایک اعتبار سے دین محمدی یہودیت اور نصاریت دونوں سے مشابہ ہے۔ اور دوسرے اعتبار سے غیر مشابہ۔ اس میں شک نہ کہ وہ دونوں دینوں کے رسولوں نے لوگوں کو اس بات کی تعلیم دی تھی کہ خدا کے رستہ پر چلنا چاہیئے۔ اور ہر کام میں خدا کو حاضر و ناظر جانا چاہیئے اس اعتبار سے وہ محمدی تھے۔ یا یونان کہ وہ کہ سامان عینی پر دین اسلام تھے۔ مگر جہانک میرا علم یہودیت یا نصاریت کے ساتھ ہو میں کہہ سکتا ہوں کہ جس دین کی محمد صاحب نے تعلیم کی تھی وہ صرف دوسرا دین کی نقل یا اپنے دل کا منتخب کیا ہوا دین نہ تھا بلکہ خدا کی طرف سے ملے ہوئے تھا اور دین تھا (اگر وہی ادا ہوا مگر بھی کوئی شے ہے) بیشک میں نہایت عاجزی سے اس بات کے کہنوں کی جرات کرتا ہوں کہ اگر اپنے کو خدا پروردگار کر دینا ادا دین سچا اور بے غرض ہونا۔ اپنی رسالت پر غیر متزلزل یقین رکھنا موجودہ غلطیوں پر ایک غیر معمولی طور پر نظر ڈالنی اور ان غلطیوں کی اصلاح کا بہترین ذریعہ اختیار کرنا وحی کی یہی ظاہر علامتیں ہیں تو محمد صاحب کی رسالت خدا کی طرف سے وحی کی ہوئی تھی۔

محمد صاحب کو دین یسوی سے جو کچھ واقفیت تھی وہ خاص کر اس مذہب سے تھی جہاں اسکندر یوں اور بد مذہب کے خیالات مخلوط ہو گئے تھے۔ وہ دین عیسائی جبکہ محمد صاحب اس کی پہلی اور صحیح حالت پر لانا چاہتے تھے وہ دین تھا جسکی تعلیم عیسیٰ مسیح نے کی تھی اور جو اس مذہب کے جداگانہ تھا۔ جس پر سینٹ پال کے فرقہ چلتے ہیں اور جو ان غلطیوں سے مبرا تھا جو بعض عیسائی فرقوں کی نسبت عرب والوں کو معلوم تھے۔ محمد صاحب نے سمجھا تھا کہ یہود ان کو اپنا مسیح سمجھیں گے۔ مگر انکی علیحدگی اس بات کی مانع ہوئی۔ بہر کیف انہوں نے عربوں اور علی العموم ایمان خالوں کو نیکہ کی کہ وہ اپنے ایک جد حضرت ابراہیم کی برکات سے مستفید ہوں۔ اسلئے انکا مذہب ہوا یہودیت بشمول دین نوزد نصاریت و باسی شتائے تعلیمات سینٹ پال۔

محمد صاحب کا یہ خیال کہ دین ابراہیمی کے فوائد خاص اپنی لوگوں میں محدود نہ رکھے جائیں بلکہ تمام دنیا میں انکو وسعت دیجائو ایسا جو کہ دوزخ میں کے ادوں کر دوزخ آدمیوں کو اعلیٰ قسم کی عالی خیال اور مہذب مذہب کے حامل کر دینا ذریعہ ہوا ہے جو بغیر اسکے حیوانیت میں ڈھ بے رہتی یا اس اخوت کو نہ

وقت تھی جب کل علماء اپنی مادری زبان کے شمول میں اسکو بولتے تھے اسلئے اگر کوئی شخص عربی  
 جانے تو اسکو نہ صرف دین محمدی کی کجی دستیاب ہو جاتی ہو بلکہ تمام مسلمانوں کے دل کی کجی  
 ایشیا میں اور نیز افریقہ میں (مادہ وجود اسکے کہ وہاں کے لوگ نیم وحشی کہے جاتے ہیں) کو بھی سا  
 عربی نقطہ عربی پسندے واسلئے یا عربی کی تعلیم کہ نیالی قوم میں عام طور پر زبان زد ہو سکتا ہے اس طرح  
 سے دین محمدی میں تعلیم و تہذیب کا ایک ایسا آلہ موجود ہے جو دوسرے مذاہب میں نہیں ہے۔ +  
 ہاں روزہ البتہ فالص تشیع کی ایک چیز ہے مگر حفظان صحت کے لئے بھی یہ ایک نہایت  
 ضروری چیز ہے جیسا کہ شیخ الاسلام اسکے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ روحانی صفائی اور تزکیہ  
 کی چیز ہے اور نیز حفظان صحت کے لئے مفید ہے جسکی طبیعت کو حاجت ہوتی ہے۔ +  
 اس میں شک نہیں کہ شراب و لحم خنزیر اور غیر مذہب جانوروں کے گوشت کے استعمال اور ایسی چیزوں  
 کے اختیار کر نیے جو اشاعت شرع میں ہے جن کے بہت جلد ترک نہ کرنے میں نہایت ضرر تصور  
 ہے اس سے یہ غرض نہیں ہو کہ ان لوگوں کو قنہ کیا جائے جو ان احکام کے پابند ہیں بلکہ یہ ہے  
 کہ ایسے احکام کی پابندی سے ان کو روحانی و مہمانی دونوں قسم کا فائدہ حاصل ہو۔ +  
 جماعت کے مارج کا حال یہ ہے کہ امر اخلاقی طور پر غریبا کے محافظ اور عامی سمجھے جاتے  
 ہیں۔ اور سائیکس و لومندون کے دست و پاؤں پر جا کر کہا گیا کہ ہاں مسلمانوں میں کہیں نہیں ایسے  
 و غریب میں امتیاز ہے۔ اور ایک مسلمان غلام کہہ کر صرف ایک کن ہی نہیں سمجھا جاتا ہے بلکہ  
 گورنٹ اور اسلئے دہر کی جماعت میں ایک اور پناہ پانیکا ایک انگریز غریب شخص کی نسبت  
 اسکو کہیں زیادہ موقع حاصل ہے۔

جو کہانے کا محتاج ہے اسکو کہانا دیا جاتا ہے اور خیرات اسی شخص کے ہاتھ میں دی جاتی ہے  
 جسکو دینا مقصود ہوتا ہے نہ کہ قوانین غریبا کے پیچیدہ ذریعوں سے مسلمانوں اور نیز مذہب داروں  
 کے خیالات کے روبرو خیرات دینے والا خیرات پانے والے کامنوں ہوتا ہو اسلئے کہ خیرات دینے والے  
 کو خیرات دینے سے اسکو خیالات ہمدردی وہی خواہی میں تقویت حاصل ہوتی ہے۔

اسی طرح ہندو ہندون میں یہ بات ہے کہ جب ایک غاروب ہی کسی برہمن کے دروازے  
 پر ہیکہ مانگے آتا ہے تو برہمن اس غاروب کو پوچھا کرتا ہے اسلئے کہ اس کی وجہ سے اسکو خیرات  
 دینے کا موقع ملا۔ میری رائے ناقص میں اسے خیال میں سچی عیسائی سخاوت کی کل خوبیاں شامل  
 ہیں اور اس سے میں کہہ سکتا ہوں کہ عمدہ ترین عیسائی جن کی نسبت مجھ کو بھی علم ہوا ہے یہ لوگ

مذہب محمدی کا جسے جو آجکل قسطنطنیہ کے شیخ الاسلام ہیں خط پڑھوں جو انہوں نے ایک نو مسلم مسٹر شوینین کو بھیجا تھا جکا میں بالکل سمجھتا ہوں۔ سوائے عبارت ذیل کے جس روز تم نے عین اسلام کو قبول کیا تھا تمہارے گناہوں پر نظر ڈالی گئی تھی اس جملہ کا معنی لفظی طور پر نہیں سمجھا جاسکتا ہے اسلئے کہ مذہب ہمام کو جسے یہوں گناہوں پر نظر ڈالی جاتی ہے۔ یہ ایک مسلم مقولہ ہے کہ ایک عالم کا عذر ہزار جہاں کی رضا سے بہتر ہے میں اس کو ہرگز عالم ظاہر نہیں کرتا۔ مگر ہر مسلمان کو جو کسی رائے سے خلاف کرنیکی آزادی حاصل ہے اس سے میں ایک ایسے شخص پر اعتراض کرتا ہوں جو شاید ترجمہ کرین غلطی ہو گئی ہو اور جو خدا کے اس کلام کے مخالف ہے۔ جس کو عام لوگ خطاب کو کہتے ہیں کہ یہ گناہوں سے بچو اور اعمال صالحہ کرو یہ خواہ یہ یہود ہو۔ یا عیسائی یا مسلمان۔ +

محمدی ہونے کے جو ظاہر علامات ہیں مثلاً نماز روزہ و حج ان کی نسبت مذہبی کتابوں میں ضروری چیز سمجھے ہیں کیونکہ نماز کے قبل وہ وضو کیا کرتے ہیں نماز اور وضو دونوں کے ارکان نہایت ہیں۔ اور جن چیزوں کو عیسائیوں کے پادری اچھی طرح سے تعلیم نہیں کرتے ہیں ان باتوں کی نسبت شیخ الاسلام کہتے ہیں کہ اول بات تم سے جس مسلمان سے ملاقات ہو وہ تمہیں بتا دیگا۔ +  
اوپر لوگوں کی من گھڑی کہ جسکو ادنیٰ مالی عبادت کہنا سجا ہے یہ ہے کہ وہ ایک حصہ مال کا جو چالیسویں حصے کم نہ ہو یعنی سیکڑے پیچھے ڈھائی وہ خرما کو دیتے ہیں یہ زکوٰۃ بیت المال میں جمع ہوتی ہے اور منجملہ دوسرے مصارف کے یہ غلاموں کے آزاد کرانے میں صرف ہوتی ہے

حسن غلامی کے بارہ میں عیسائیوں کا مسلمانوں پر جاملانا اعتراض ہے اس کے لئے محمد صبحا نہایت سادھی تھے۔ کہ وہ بالکل موقوف ہو جاوے۔ مگر زکوٰۃ کے مقبول خدا ہونیکو لئے یہ ضرور ہے کہ وہ مال کب حرام سے نہ ہو۔ اسکا یہ مطالب نہیں کہ ایک شخص کا مال غضب کر کو ایک مسجد بنوا دیا۔ اور جو لوگ چالیسویں حصے زیادہ خدا کی راہ میں دیتے ہیں انکو خدا کی طرف خاص انعامات دیئے جائیں گے۔

کہ کلاچ ایک بہت ضروری چیز ہو اسلئے کہ تمام ترکہ زمین کے مسلمان دہان اگر آپس میں ملتے ہیں حج ایک شہتہ اتحاد ہو اور یہ ظاہر ہیں مسلمانوں کا ایک حقیقی چرچ ہے جسکی نظیر عیسائیوں میں نہیں ہے جہاں کل عیسائی جمع ہر سکتے ہوں۔ علاوہ برین اس کی وجہ سے ایک عام پاک زبان عربی کے نزدیک مسلمانوں کی بہت کچھ اشاعت ہوتی ہے۔ یہی حالت لاطینی زبان کو یورپ میں اثر

لے گا۔ اس سے یہ مراد ہوگی کہ تمہارا تو نائب ہوئے پڑ چکے گناہ نظر نماز نہ ہو چکے کیونکہ اللہ اللہ کنی کا مذہب لہذا ہر مادی کی جانب سے بچ کر رہو۔

شہر عزت کے ساتھ رہتا ہے۔ مگر وہ اوسکو اپنے ساتھ دو سے رک میں جاکر لے مجبور نہیں کر سکتا۔  
خدا کا کرم، حضور ہے کہ وہ اوسکو راز زمان و نفعہ و مال کرے۔

آخر الذکر میں مقرر ہے کہ وہ اوسکو برابر ان دفعہ وار کے۔  
 زن و شوہر میں جب کوئی جھگڑا ہوتا ہے تو حکم لوگ مقرر کیے جاتے ہیں اور اس صورت میں طلاق کی اجازت  
 دیکھائی ہو کہ بے آپس کے عداوت کو وہ دونوں زندگی بسر کر سکتے ہوں۔ آپ لوگ اس بات کا اقرار کریں کہ نکاح  
 کی بہت سے سالوں کا قانون اوس ملائکہ کے قابل نہیں ہے جو عیسائی مصلحون نے کی ہے۔

یہ بیان کہ مسلمانوں میں غیر مجروح و نکاح اور غیر مجروح و طلاق کا اختیار حاصل ہے صحیح نہیں ہے۔ طلاق کوئی آسان کام نہیں ہے جیسا کہ آپ کو شیخ الاسلام کے خط سے معلوم ہو جائیگا۔ اس لئے کہ طلاق حکم کی تعمیل کے بغیر و بجا نہیں کی جاسکتی۔

عجز کے بغیر جاہل بن سکی۔  
 علاوہ اسکے کلام کے وقت ایک مہر مقرر ہوتا جو جسو طلاق کو درست قرار دے گا اور ورنہ ہوتا ہے  
 اور بہت سی عورتیں بہت بیماری مہر مقرر کرتی ہیں جو شہر و ملک کی عورتوں اور اسی نہیں ہوتی۔ اسکے کلام  
 کے خطرہ سے وہ محفوظ رہیں۔ اس میں شک نہیں کہ کلام کی نسبت جیسا تینوں مکالمہ مندوں کا خیال  
 کہ ایک روحانی چیز سے مسلمانوں کو خیال سے اعلیٰ ہو کر علی طور پر عیسائی مانتوں میں عقیدہ رکھیں کہ پاک ہو سکتا  
 خیال اسلامی مکمل کی نسبت کم کیا جاتا ہے۔

خیال اسلامی ملکوں کی نسبت لم لیا جاوے۔  
ہندوؤں میں نکاح ایک روحانی چیز ہے یہ منہک ہو ہی نہیں سکتا اور زمین کیتھاگوں میں  
میں منہک ہو سکتا ہے مگر نہایت وقت کے نکاح کو جہاد روحانی جیسو سمجھیں یا ایک شے معاہدہ کی  
حقیقت یہ کہ اکثر صورتوں میں نام حاکم اور تمام مذاسب میں یہ اتفاق نکاح کی جیسو ہو تا جو اگر اسے  
اتوار کریں نہیں مجھے افسوس ہوتا ہے کہ میں مسلمانوں کے ساتھ مسلمانوں کو دوسرے قبل ایک کاموں اور جہاد  
لے کے کہ انہیں نہ طلاق کا غیر محدود موقع حاصل ہے "میں نے طلاق کو واقعہ مسلمانوں سے زیادہ عیسائیوں  
میں پائے۔ اسباب کے افرار کریں ہی مجھے کچھ تامل نہیں ہو کہ اپنے اہل عیال اور عاملوں اور بٹوں  
اور اجنبیوں اور دشمنوں کے ساتھ یہی اور احسان کرنے میں مسلمان نام کے عیسائیوں کے لئے خود نہیں  
خدا الفاظ مسلمانوں کے مسئلہ تعدد ازواج کی نسبت یہی نہایت مذمت کی جاتی ہے کہ جو جاکے ہیں قطع  
نظر اس لئے تعدد ازواج کی وجہ سے اور چند ملکوں میں جہان مردوں کی آبادی زیادہ ہو مردوں کو شہر  
بلجائے ہیں اور تعدد ازواج زیادہ کاری اور اسکے متعلق برائیوں اور پیدائش اور افلاک ناکر لئے ردک ہو  
اس کو انکار نہیں کیا جاسکتا ہو کہ علی العموم تمام مسلمانوں کی ہی بی بی ہو گئی ہو زیادہ ترقی یافتہ ممالک میں بھی کہیں  
مرد صاحبے کو گون میں عبودیت ہو کر نہیں رہی کاموں ایک بدبستی سمجھا تا تھا اور جو بعض اوقات

ہیں۔ ایک تو وہ برہمن جس کے لیے مسیح کا بھی نام ہی نہیں سنا ہے اور دوسرا وہ مسلمان جو کہ  
مسیح کی ہاتھی بنیہ سمجھ کر تعظیم کرتے ہیں اور تیسرا وہ ایک غریب یہودی جس نے اس عیسائی  
کی اپنے حلالیت کے زمانہ دراز تک بیمار داری کی تھی جسٹراؤسکی کل جلیاؤں جہین لی تھی۔  
اگر یہ خدام اپنے آقاؤں کے کہاں کہاں گئے کو بیکہا کیا کرتے ہیں مگر انکے اور انکے آقاؤں  
کے کہنے میں کسی قسم کا فرق نہیں پوتا ہے۔

مسجد میں عبادت کرنے والوں کے درمیان بالکل یکسانی دیکر لگی ہوتی ہے ان لوگوں کو  
عبادت کے لئے کچھ خاص حکم نہیں مقرر نہیں ہیں۔ اس جگہ کا امام یا کوئی دوسرا نمازی نمازیوں  
کی پیشوائی کرتا ہے۔ مذہبی عبادت و فرائض داری کا اس سے بڑا اور کتنا خوشنما منظر ہو سکتا  
ہے کہ مسلمان نمازیوں کی جماعت اپنی مختلف ارکان نہایت ترتیب اور ہمواری کے ساتھ  
اداکرتے ہیں۔

ظاہر ارکان کی پابندی پر انگریز اعتراض کرتے ہیں۔ مگر دیکھئے میں یہ آتا ہے کہ وہ ظاہری  
ارکان اور رسوم کی قدر اصول اور معنی کی نسبت بہت کم کرتے ہیں۔ بیشک یہ کہا جاسکتا ہے  
کہ انگریزی تحقیق بہت سی برائیوں کی جڑ ہے۔ اور اگر ہمدردی بنی نوع ایک نہایت عمدہ چیز  
ہے۔ تو اس ملک میں روپیوں کے جمع کرنے اور انکے تعظیم کرنے میں جو ضوابط کی پابندی لگی  
جاتی ہے اس سے اس ہمدردی کی بالکل جوئی جاتی رہتی ہے۔ ہم لوگ اس بات کا اقرار نہیں  
کرتے کہ عام لوگوں کی ہدایت کے لئے قوانین بنائے جاتے ہیں، اور یہ کہ ان قوانین کو صرف  
حکم نہیں ہوتے بلکہ وہ شخص جس کو ان الفاظ کے مطلب سمجھنا یا ان کی خدمت پسند ہے  
ہم لوگوں کی سخاوت ہم لوگوں کا مذہب ہم لوگوں کے حکم قواعد خشک لی ہی خیالی ہیں بھلا  
مشرقی مذاہب کے کسب چیزیں اور معنی ہیں ہماری مغربی سوسائٹی اگر مہول  
دین محمدی پر چلتی۔ تو روپ میں نہ نہایت فرق ہوتا نہ سوشلسٹ (فرقے باغی سلطنت)  
کیونکہ اس مذہب میں مذہبی اور دنیوی سبکائی نہیں جاتی ہے۔ حالانکہ یہ چیزیں ہماری  
تہذیب تمدن کے تعلق میں اور ان کے لئے نہایت کوششیں کی جاتی ہیں۔

شیخ الاسلام نے لکھنؤ کی نسبت جو کچھ کہا ہے اس کی طرف اب میں آپ لوگوں کو متوجہ  
کرتا ہوں لکھنؤ کے لئے دو گاہوں کا اہم اور ضرور ہے۔ سید دلیک مذہبی چیز ہے مگر ہندوؤں اور  
عیسائیوں کی طرف سے وہ عانی چیز نہیں ہے۔

تک اپنی ایک کم سن اور خوبصورت بی بی سے جو بڑھاپے پر مردہ خدیجہ کا لڑکھائی کرتی تھیں اور ان کی اس سہولت کے جواب میں کہ ان کی سہولت کی سی نیکی نہیں ہوں؟ یہی کہا کرتے تھے کہ یہ سہولت تم اور ان کی سی نیکی نہیں ہے اس لئے کہ وہ ہم پر سے پہلے ایمان لائی تھیں سے پہلے انہوں نے میرے ماتھے پر بیعت کی تھی انہوں نے اس وقت میں میری غفلت اور حفاظت کی تھی جب میں غریب اور ناچار محض تھا ان کو شادی کرنے سے میں برس بھر تک انکر ساتھ پورے وفادار رہا۔

یہ سچ ہے کہ وہ برس کی عمر میں بیوی پر بیوی کرنا شروع کی لیکن کیا یہ بات معقول نہیں ہے کہ ایک ایسا آدمی کی حالت میں جس نے اس قدر عمر تک اپنی نفس پر پورا ضبط کر رکھا ہو۔ انکی بہت شادیاں کر لئے ان دھوون کے خلاف جو عیسائی مصنفوں نے بیان کیا ہے کچھ اور جو عین خیال کی جائیں۔ وہ دہیں کیا ہیں؟

میں یقین کرتا ہوں کہ بڑا پے میں انکی بہت سی شادیاں کی اہلی و جا احسان اور نیکی پہنچانا تھی۔ اور یہ کہ اپنے مصیبت زدہ صحابہ کی بیوہ عورتوں کی خبر گیری کریں۔ +  
 انکے تابعین یعنی ایک خدا کے ماننے والوں کو بڑی بڑی تکلیف و تصدیق پہنچائی جاتی تھی۔ ایک مانہ وہ تھا کہ کوئی شخص انکو کھانا دینے کا روادار نہ ہوتا تھا۔ اور بعض لوگوں کو ابی سینا (جسٹ) ومان کے عیسائی پادشاہ کے مان پناہ دھونڈنے کو لئے بہاگ جانا پڑا۔ بادشاہ نے انکو انکے ایذا پہنچانے والوں کے حملے نہیں کیا۔ بعض انکے جہنہ میں مر گئے اور انکی بیوؤں کو محمد صاحب نے اپنا گھر میں رکھا۔ اگر محمد صاحب ایسا نہ کرتے تو وہ بیوؤں کو مر جاتیں۔ یہ خیال کہ پیغمبر صاحب نے کسی بڑی نیت سے ایسا کیا محض بے بنیاد ہے۔ خصوصاً اگر ہم یہ خیال کریں کہ عالم شباب انہوں نے اپنی پاکدامنی کی وافر دلیل دی تھیں۔ پیغمبر صاحب کے اپنی آزاد کنی ہوئے غلام اور مستثنیٰ یعنی مطلقہ بی بی زینب سے شادی کرنے نے ہی غلط فہمی پیدا کر دی ہو۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ کفار عرب اپنی مستثنیٰ کی مطلقہ عورت سے شادی کرنا برا جانتے تھے اگرچہ اپنی متدنی باپ کی بیویوں سے (سوائے اپنی مان کے) نکاح کرنا عیب نہیں سمجھتے تھے جیسا کہ بعض لوگ انجیل کے حوالہ سے کہ جہاں عورتوں کی باندی تو مطلق نہیں کرتے۔ مگر انکار کے دن سبھی نہیں بچا بیٹگو۔  
 محمد صاحب نے ان کی مہر خانات کی یہ کہہ کر چمکا دی کہ منہ بولانا اہلی بیٹیا نہیں ہو سکتا۔ اور جب بات یوں ہوئی تو منہ بولنے بیٹھے کی بی بی کو عقد میں لانا منع نہیں ہوا جاسکتا جو اس بات کی تصدیق کے لئے کہ ایک نئی شادی کو جائز کر کے لئے پیغمبر صاحب پر ایک ہی آری جو غلط فہمی کو ایک

بیٹوں کو زندہ گاڑ دیتے تھے۔ اس وقت میں مردان کو نکاح کر لئے عورتوں کی تعداد محدود نہ تھی اور عورتیں مردوں کی جابجا دھالکے جیسے جاتی تھیں۔ ماورسی شخص تنہی کے درشا کو دریاں تقسیم کر دیجانی تھیں۔ تعداد ازواج کے غیر محدود ہوئی جو اس قسم کی استری پیدا ہوتی تھی اس کو صحیح حساب سے روک دیا۔ انہوں نے یہ ہدایت کی کہ مرد نکاح صرف دو یا تین یا چار عورتوں کو کر سکتا ہے۔ ان اگر انصاف اور یکساں صحبت کے ان کے ساتھ برتاؤ کرے۔

در صورت ایسا نہ کر سکنے کو اس کو ایک عورت کے شادی کر نیکی اجازت تھی۔ اب اگر غلطی طوری ہو گیا جائے تو کوئی شخص بھی دوبارہ یا دوسریوں میں میزان عدل و محبت برابر نہیں کہہ سکتا ہے۔ پس شرع میں ٹھہری ایک بی بی رہنے کی تائید کرتا ہے۔

محمد صاحب نے عورت کو کسی ملک کی ملکیت بنانی سے نجات دی اور اس کو پہلا قانونی شریک مرد کا قرار دیا۔ اور شرع ٹھہری میں عورت کے اعراض منافع کا نہایت خیال ہے۔

محمد صاحب پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ انہوں نے اپنی نمونہ سر شہوت الی کو رد کیا۔ اب اس بیان پر ذرا غور کیجئے بغیر یہ کہ ہم ایسے شخص کا ذکر نہیں کرتے ہیں جس کے حالات قصے یا کہانی میں نہ لگے ہوں بلکہ تاریخ سے ثابت ہیں جو قریب تریب کل احوال و افعال ہریت میں لکھ کر موجود ہیں۔ جو قرآن کے بعد مسلمانوں کے چال چلن کی رہنما ہے۔ افعال رسول کے مسلم اللہ شہوت ہو تو ہم نے اعتراضات کے سخت سو سخت فوائد ہیں۔ اور جن تک پیغمبر صاحب کے کسی قول یا فعل کا سلسلہ ان کے خاص معیارہ تک پہنچ جائے ان حدیثوں سے نکال باہر کیا جاتا ہے جنکی محنت کو اسلامی محدثوں نے چھان بین کر کے ثابت کر دیا ہے۔ بیشک ہم لوگ اپنی آقا عیسیٰ علیہ السلام کے اقوال و افعال کا ثبوت دینا دی سہی کہیں کر رہتے ہیں۔ اچھا پھر محمد صاحب کی شہوت رانی کے الزامات کی محنت کے لئے کوئی اچھا یا برا یا مشکوک ثبوت ہے مجھ کو اس بات کے اقرار کرنا نہیں کہ وہ تامل نہیں ہو کہ ہر قصہ کا سلسلہ ابتدا تک ہم پہنچا یہ الزام بالکل بے بنیاد پایا جائیگا بلکہ برخلاف اسکے باوجود بہت سی مایل کر نوالی چیزوں کے محمد صاحب نے اپنی محنت کی ایسی کو گون میں جن میں عصمت تھی نہایت حفاظت کی جس کے لئے وہ نہایت قابل آفرین و شایاں ہیں۔ کفار عرب کے دریاں جیتا کہ انہوں نے نہ جنگانی بسر کی وہ کامل طور پر عصمت و پاک دامن رہے یہاں تک کہ ۴۰ برس کی عمر میں انہوں نے ایک ۴۰ برس کی عورت سے شادی کی جو لوہہ و پ میں ۵۰ برس کی عورت کے برابر ہے) انہوں نے اس عورت سے اس شادی کی کہ ان کے ساتھ انہوں نے پہلا بی بی اور انکی نبوت پر ایمان لائی تھیں۔ چنانچہ انکی وفات کے سالہا سال بعد



(جس میں لوگوں نے نہایت غلطی کی ہے) اسکا پہلے لحاظ رکھنا چاہیے جسکی اس قسم کا جنگ غلط ہے  
 شرح ہے مگر اوں لوگوں سے بچاؤ کی صورت میں جو مسلمانوں کو انکی واحدیت کے لہو تکلیف پہنچا کر  
 اور جو انکو اُنکے گھر دین سے نکال دین جیسا کہ اوں مسلمانوں کو ساتھ لیا گیا تھا جنہوں نے حبشہ میں  
 جا کر پناہ لی تھی۔ مذہبی آزادی کا حال یہ ہے کہ یہ عیسائی ملکوں کی نسبت کہیں زیادہ مسلمانوں میں  
 عمل میں لائی جاتی ہو اور اگر ایسی بات نہ ہوتی تو آرمینی و یونانی و یہودی فتنے اپنا آزادانہ طریقہ مذہب  
 و زبان ترکی عہد رومی میں بڑھار نہیں رکھ سکتے۔ اور یہ ترکی عہد رومی ایسی ہو کہ مینا پتوڑا کی تجربہ  
 سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ عیسائی قانون سازوں کی جماعت کو برابری و انسانیت کا سبق دیتی ہو۔  
 محمد صاحب نے یہود و نصاریٰ کو مسلمانوں میں شامل کیا تھا اسلئے کہ کچھ ایک خدا اور آخرت پر  
 ایمان ہے۔ "اُنکے لئے کوئی دُور نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔"

قرآن میں سورہ حج میں مقدس جنگ کا مقصد مساجد اور رہبانوں کی خلوت خانوں اور  
 عیسائیوں کے گرجاؤں کی حفاظت بیان کیا گیا ہے۔ اسلئے کہ اوں سبہوں میں یہ خدا کا نام  
 پکارا جاتا ہے۔

کیا یہ وہ حالت برابری کی نہیں ہے جس تک ہمارے صدیوں کو بعد پہنچی ہیں۔ ان اگر مسلمانوں  
 کے خلاف زمانہ حال کے احمقانہ جنگ کو ساتھ مقابلہ کیا جائے جو ہم لوگ غلامی کے ساتھ مخلوط  
 کئے دیتے ہیں تو ہم لوگ اس حالت کو پہنچ گئے ہیں۔

میں اوں مسلمانوں کو جانتا ہوں جنہوں نے گرجاؤں میں چند دیوے ہیں۔ کتنے عیسائی  
 مسجدوں میں چندہ دیتے ہیں۔ لیکن ان میں خدا کا نام بیشک لیا جاتا ہے۔

مسلمانوں نے عیسائیوں کو جو تکلیف و تعذیب پہنچائی ہے اسکا مقابلہ اس کے ساتھ نہیں  
 کیا جاسکتا جو عیسائیوں نے مسلمانوں کا کشت و خون کیا ہے۔ ان دونوں میں آسمان و زمین کا فرق  
 ہے۔ جب محمد صاحب نے عیسائیوں کو یروشلم بیت المقدس میں کشت و خون کرنے پر قسم کھائی تھی  
 کہ میں محاصرین شہر کو قتل کر ڈالوں گا وہ شہر کو اپنے قبضہ میں لینے کو بعد ایسا کرنے باز ہو سلا  
 کہ انہوں نے کہا کہ میں تم سے توڑنے کو گناہ کا ترکب ہو گا۔ مگر خدا کی ایک مخلوق کو بھی ملاک  
 نہ کروں گا۔ میں اس آہج کو اس سے اور کسی بہتر طور پر تم نہیں کر سکتا کہ اس بات پر ہر مسلمان

کہ یہودیت و نصاریت و دین محمدی سب ادیان ہمیں ہیں اور سب کی اصل ایک ہے۔ اور اس بات  
 کی امید ظاہر کروں کہ وہ زاریاب آئو والا ہے جب عیسائی محمد صاحب کی تعظیم و بزرگی کر کے عیسائی

خلفہ فعل کو جاری کرنے والی بھی جاتی ہے ۔

واقعہ میں ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ اگر لوگوں میں سچی سچی خواہی، خلائق ہو تو وہ دوسروں کو مذاہب کے بارے میں اس قسم کا خیال نہیں رکھیں گے جیسا وہ اب رکھتے ہیں ۔ اور وہ آپ دوسروں کو مذہب کو اپنے اصلی ماخذوں سے دریافت کر نیکی کو شش کرین گے نہ کہ ان مذاہب کے مخالفین کی تعصبات سے خبردار رہیں ۔ زنا کی سزا مرد و عورت دونوں کو برابر طور پر دی جاتی ہے جو مسلمانوں میں تہجد نہایت ہی کم ہے اور شاید ہی ان میں شادی کر نیکی لائق کوئی عورت ہوتی ہوگی جبکی شادی نہ کر دیجانی ہو مجرم کو عام خلائق کے سامنے سزا جلدہ لگایا جاتا ہے ۔

اب ہم بستر لٹینوں کا حال سننے کے شرع دین محمدی اس بات کا روادار نہیں ہوتا کہ ان کی اولاد بدکاری کے ساتھ انگنت نکاحا دے اور ایک لٹدی کا لڑکا اسکے آقا کے لڑکوں کو ساتھ وراثت میں شریک کیا جاتا ہے ہم لوگوں میں غیر منکر عورت کے لڑکے کی مطلق حفاظت نہیں کی جاتی ہے اور ہمارا شاہی کی نسبت اعلیٰ خیال بالکل پست ہو جاتا ہے ۔ مثلاً ہندوؤں کی شادی کسی اچھی ذات میں جس میں بی بی اپنے شوہر کی نجات کر لے دعا کرتی ہے اس کو کہ بدولت الکی دعا کے اس کی نجات نہیں ہو سکتی تھی ۔

مسلمانوں میں شراب خانے قمار خانے اور چمکے نہیں ہوتے ۔ اور بدکاری کو شرع کرنا وہ جانتے ہی نہیں ۔ اور قاعدہ کی بات ہے کہ عام طرز نظام انکا اکثر یورپیوں سے زیادہ شستہ اور مذہب پوتا ہے ۔ میں نے فوجان مسلمانوں کو اسکولوں اور کالجوں میں دیکھا ہے ۔ انکے عادات اچھا طور و مکمل لے انگلش فوجاءوں کے کہیں بہتر ہوتے ہیں ۔ بیشک اشخاص آخر الذکر کے مکالمہ اکثر اوقات ایسے ہوتے ہیں کہ اسلامی ملک میں لائق سزا ہوں ۔ مسلمانوں کی منکر عورتوں کو انگریزوں کی منکر عورتوں سے ذاتی و تحقیق زیادہ حامل ہوتا ہے وہ دلالت یا موت کی شہادت دے سکتی ہیں حالانکہ فرانس کی جمہوری سلطنت کی عورت کو یہ تحقیق حاصل نہیں ہو ۔ +

لوگوں نے جو یہ سمجھ لیا ہے کہ مسلمانوں کے مذہب میں تبدیل واقعہ نہیں ہو سکتی اسکا حال یہ ہے کہ قرآن کی تفسیر میں آزادی حاصل ہے جس سے اس پر فرقہ اور ہر ملک کے لوگ عمل کر سکتے ہیں مثلاً اسکی تفسیر کے لئے جو یہ قاعدہ مقرر ہے کہ ایک جملہ نامہ کے قبل ایک جملہ شرطیہ ہوتا ہے اس سے کائنات کی ہر طرح کی مقول آزادی ہوتی ہے مثلاً کفار سے جہاد کرو ایک جملہ نامہ ہے اور کفار کو جہاد کرو اگر پہلے تم پر حملہ کریں ایک جملہ شرطیہ ہے اور مسلمانوں کو جہاد کی تین میں

جو مسلمان کہ عربی جانتا ہو وہ بھی قرآن کے اکثر مقامات کو بغیر تفسیر کے نہیں سمجھ سکتا۔ اور کوئی ایک مسلمان بغیر فقہ جانتے کے نہ خود خدا کو لا شریک کی عبادت کر سکتا ہو اور نہ کسی مذہبی رسم کو ادا کر سکتا ہو۔ ایسا یہ کہہ دینا کہ کل مسلمانوں کا عمل نکل فقہ پر ہے بیجا نہ ہوگا نقد میں ہر شخص کے علم اور ذہنی کی نسبت مختلف پہلے پہلے کتب پر ہے ہیں۔ مگر عمل صرف ادن مسائل پر کیا جاتا ہے جو مفتی پر ہیں۔ +

بادجو کہ اس قسم کی سسکڑوں بائیں اس وسیع مذہب میں جو دنیا کو بڑے حصہ میں پہنچا ہوا ہے موجود ہیں اور بدوں اس راہ مذہب کے دقیق مسائل کے سمجھنے کو مذہب اسلام کی نسبت کوئی راستے قائم کر لیا حقیقتاً بے معنی ہے۔

مگر یہ سوچ کے مختلفہ باشندہ کو یہ نہایت حیرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جو صرف قرآن کو غلط ترجمہ کو جو کچھ سبیل سے کیا ہے دیکھ کر یا کسی مذہبی کتاب کے کسی حصہ کو اخبار کے کسی آرٹیکل کے مانند پڑھ کر یہ سمجھ جاتے ہیں کہ ہم کو یا مذہب اسلام کے کل حالات کے واقف ہو گئے۔ بعض وہ لوگ ہیں جو نے بے علم اور ان پڑہ لوگوں کے گفتگو کر کے اسلام پر رائے قائم کر لیتے ہیں بعض وہ ہیں کہ کسی بادشاہ یا حاکم کے ظالمانہ طریقہ و عمل کو دیکھ کر یا تاریخ میں پڑھ کر سمجھ چکے ہیں کہ شرع اسلام کے یہی اصول ہیں یا کسی متعصب عیسائی کی کتاب کو جس میں انہوں نے صرف اسلام کی برائیاں بیان کی ہوں یا کچھ دیا میں یا شرع مجھ ہی کے منہ سے اور غیر مفتی مسائل کو دیکھ کر کوئی راستے قائم کر لی ہو میں خیال کرتا ہوں کہ اکثر لوگ اس قسم کی غلطیوں کو سمجھ کر غور غلطی میں پڑے ہوئے ہیں۔ مگر وہ عیسائی جو درحقیقت خود علم عربی پڑھے ہوئے ہیں قرآن کے معنی کو تفسیر کے ساتھ اچھی طرح سمجھتے ہیں اور مسائل مفتی بہ میں تفسیر کر سکتے ہیں (بشرطیکہ نصف مزاج اور غیر متعصب بھی ہوں) ہمیشہ مذہب اسلام کا ادب کرتے رہے ہیں۔ +

ہم ان آخر الذکر بہت سے عیسائیوں کے نام خود انکی زیادہ شہرت کے لحاظ سے پیش کرتے ہیں وہ سمجھتے ہیں ہم دیکھتے ہیں کہ باوجود اس قدر ترقی دانش و پیش کے کہی اہل یورپ نے ایک دھند اسلام کی ماہیت کو اچھی طرح سمجھنے کا ارادہ ظاہر نہیں کیا۔ حالانکہ دنیا کے تمام مسائل میں یہ مسئلہ ایک اہم امر ہے۔ ہم نے کہی نہیں سنا کہ محققین کی کوئی ایسی جماعت اس ضروری مسئلہ کے حل کرنیکی غرض سے یورپ کو کسی مقام پر جمع کی گئی ہو جس میں وہ غیر... لوگ شامل کئے گئے ہوں جو درحقیقت علوم عربی سے باہر اور قرآن کو مد تفسیر کے سمجھنے اور فقہ کے مفتی مسائل کو جانتے ہوں اور جن میں مزید اطمینان کے واسطے علماء اسلام ہی جو علوم انگریزی اور مذہب عیسوی کی ماہیت سمجھ آتھ

کی توفیق کو بڑھائی گئی۔

دین محمدی و دین عیسائی کے درمیان ایک مشترک واسطہ ہو اور وہ زیادہ بچا عیسائی ہے عربی محمد صاحب کی کہی ہوئی سچی باتوں کو مانتا ہے۔ + فقط +

## اسلام کی اشاعت یورپ میں

خط بنام  
ڈاکٹر جمی۔ ڈبلیو۔ لائسنس اور نیٹل انسٹیٹیوٹیشن وکننگ ٹیکنیکل

آپ کا خط وصول ہوا میں آپ کی توجہ اور باتخصیص آپ کی اسلامی ہمدردی کا بہت شکور ہوں۔  
اس زمانہ میں اسلامی عالم تعلیم بہت پست حالت میں ہو کیونکہ مسلمانوں کے کل علوم اس وقت تک بالکل عربی زبان میں ہی ہیں۔ حالانکہ مسلمانوں کا بڑا گروہ اردو و فارسی و ترکی زبان بولتا ہے اور یہی زبان کا علم مانتا ہے جس میں سوائے علم ادب اور دینیات کو کوئی دوسرا کامل علم ہنوز موجود نہیں ہے اور نیز اردو و فارسی و ترکی زبان میں نہ تو علوم عربیہ کا ترجمہ ایک کامل ہوا ہے اور نہ ان عجیبی زبانوں میں ایسے الفاظ موجود کئے گئے ہیں جس سے کسی عربی کا ترجمہ ہو سکے اور علم عربی کی ترقی میں بھی حائلہ کے بعد خاندان خلفائے بنی عباس کے زوال کے ساتھ ساتھ انحطاط پیدا ہو گیا۔

پانچ گروہ مسلمان جو ہندوستان میں بستے ہیں ان میں اس وقت ایک ہزار آدمی ہی ایسے ہیں جو عربی زبان قرآن کے صحیح معنوں میں ہونے باقی کل مسلمان قرآن کو بمعنی عبادت کو وقت ایسا پڑھتے ہیں جیسا کہ طوطا دیتا ہے سبھی دوسرے باتیں کرتا ہے عربی لکھنا یا زبان عربی میں گفتگو کرنا اکثر ہندوستان کے علما کو نہیں سکھایا جاتا ہے جو علمی کتابیں اردو و فارسی و ترکی میں کثرت سے مشہور ہو چکی ہیں اگر ان کا عربی کتب کے ساتھ مقابلہ کیا جائے تو ان میں اکثر باتیں ایسی نکلیں گی جو بہت کچھ غلط پائی جائیں گی اگر ہم اپنے علماء پر اس قسم کا الزام دین کہ انہوں نے علم عربی کا ترجمہ بھی زبان میں ایک نہیں کیا ہے تو اس کے ساتھ ساتھ اس بات کا الزام دینا ہو گا کہ انہوں نے عربی زبان کی دست میں ہی ہنوز کوشش نہیں کی ہے کہ عربی زبان کو صحیح کے بدلے تو ہر قسم کے ترجموں اور ان زبانوں میں ہوئے ہوئے ہو گئے اور ایسا ہی بجز چند شہنشاہان کی باقی افریقہ کے کل مسلمان ہر قسم کے علم دین سے لبرہر ہیں۔ مگر مذہب اسلام کو طریقہ قاید و عبادات مذہبی جو تہا پیدا سامنے ہر ایک مسلمان کے گردہ میں برابر رائج ہے۔ +



ہوں شامل ہے ہوں۔  
البتہ اس قدر دیکھا گیا ہے کہ منفرد عیسائیوں نے ہمیشہ مذہبِ ہمام کی نسبت ایک طرف رائے قیام  
کی بہر ان اشخاص میں ہی دکر وہیں کسی نے تو خود اسلام کی تائید میں رائے پیش کی ہو اور کسی نے  
خالفت میں۔

میں سے اس مختصر خط میں اس قدر گنجائش نہیں کہ میں ہر مسئلہ پر بحث کر سکوں یا مذہبِ ہمام کو  
اطلاقی بھلائیوں کا بیان کروں۔ یا معتزنین کا جواب دوں۔ اگر بالفرض ایسا کیا بھی جائے تو عوام پر  
کوئی اثر نہ ہو گا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس قسم کی کوئی تحریک ہو کہ درحقیقت اس مذہب کی ترویج کے واسطے  
محققین کی تشدد و جہالتیں قائم ہوں جن پر خود عوام کی توجہ پڑے اور ہر ایک شخص کو اپنی اپنی رائے میں  
سوتلے۔ امید ہے جہالتیں ایشیا اور یورپ میں جا بجا دیر تک قائم رہیں اور میں جانتا ہوں کہ اگر یہ  
امور کبھی وقوع میں آئے تو اسلامی معاملات میں یہ پہلی تحریک ہوگی اور کچھ عجیب نہیں کہ اسکی ابتداء  
سے ہو کیونکہ درحقیقت اسی ایک مقام کو باشندے کم متعصب اور منصف خارج ہیں۔ اور جہاں کو کچھ شکر ہے  
کہ اس تحریک سے جو کچھ اسلام اور رفہ انیت میں دشمنی ہے بہت جلد رفع ہو جائے گی۔ اور سمجھ جائیگا  
کہ ایک دوسرے کا طریقہ نہایت نیکی اور بھلائی کا ہے اور اگر اس طریقہ کی تحریک عہدہ مہمل سے  
کی جائے گی تو بلاشبہ بہت مسلمان اور عیسائی جنکی طبیعتوں میں حق بات کا تلاش کرنا ہو بہت  
خوشی سے اس کا خیر میں شرکت اختیار کریں گے اور ان مجالس اور اجتماعات کے برصا رفت کی نسبت  
ایک مختصر چندہ تجویز ہو تو عوام اناس ہی اس چندہ میں شریک ہو جائیں گے بشرطیکہ اس کا خیر  
انجام رسانی کے لئے چند لائق اشخاص کو جا بجا سفر کر کے تحریر اور تقریر اس کے عہدہ تالیف و تشریح  
کرو دینے ہوں گے۔ اور بڑے شہروں میں سب کشیان اور اسکی شاخیں قائم کر دیں ہوگی۔ اگر چاہو تو  
میں یہ ایک بڑا معاملہ دکھائی دیتا ہے۔ مگر جب ایک دفعہ یہ بات حل پڑی تو پھر اسکی تکمیل میں کوئی دشواری  
نہ ہوگی۔ بلکہ یہ ایک مسالینٹی دفعہ۔ اور چھوٹی چھوٹی کشیان جو اس وقت قائم ہیں  
میں ان میں سے کچھ شامل کر کے اور بعض خاص کی تکمیل حسبِ لغوہ ہو جائے گی۔

تمام شد